چمچوں سے کہہ دو

لوٹوں سے کہہ دو

☆......نام کتاب : چمچوں سے کہہ دو، لوٹوں سے کہہ دو

☆......شاعر : محمد اصغر میرپُوری

☆......اشاعت اوّل : مئی 2012ء

☆......کمپیوٹر کمپوزنگ : عرفان ذاکر۔حسن کمپیوٹرز
12۔عثمان اینڈ سلیمان سنٹر چوک شہیداں میرپور آزاد کشمیر
☎:0334-4725703
Email:irfan26121972@gmail.com

☆......پرنٹنگ :

ہنسی علاجِ غم ہے

زندگی میں مزاح کی وہی حیثیت ہے جو کھانے میں نمک کی، کیونکہ نمک کے بغیر کھانا بدمزہ اور مزاح کے بغیر زندگی بے کیف ہوتی ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ اُردو ادب میں مزاح آٹے میں نمک کے برابر ہے اور اُردو ادب میں جو مزاح لکھا جا رہا ہے وہ بھی طنز کی چھتری کے سائے میں لکھا جا رہا ہے۔ خالص مزاح ڈھونڈنے سے نہیں ملتا۔ پطرس بخاری، فرحت اللہ بیگ، رشید احمد صدیقی، کرنل محمد خان، شفیق الرحمٰن، مشتاق احمد یوسفی، طنزیہ اور مزاحیہ نثر کے نمایاں نام ہیں جبکہ اکبر الہ آبادی، سیّد محمد جعفری، سیّد ضمیر جعفری، دلاور فگار، انور مسعود، اُردو شاعری میں طنز و مزاح کی علامت سمجھے جاتے ہیں۔

آج کی افراتفری اور مشینی زندگی میں چند لمحوں کے لئے کسی کو ہنسانا کارِ ثواب ہے اور جو یہ کام کرتا ہے یقیناً لائقِ تحسین ہے معاشرے میں موجود بے اعتدالیوں اور کج رویوں کو اعتدال میں لانے کے لئے مزاح نگار جو طرزِ عمل اختیار کرتا ہے وہ معاشرے کے دُکھ درد کے لئے مرہم بھی ہے اور تریاق بھی ہے۔

محمد اصغر میر پوری کا زیرِ نظر مجموعۂ کلام ان کی طنزیہ اور مزاحیہ شاعری پر مشتمل ہے۔ ان کے کلام کو پڑھنے کے بعد نہ تو دِل دُکھتا ہے اور نہ قاری قہقہے لگاتا ہے بلکہ صرف پڑھتے پڑھتے زیرِ لب مسکرانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اُن کی ایک نظم ’’مُرغیاں چُرانی چھوڑ دی ہیں‘‘ کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

وہ شاعر کم مگر مداری بہت ہے

سستی شہرت کا پجاری بہت ہے

کافی اشعار چُرائے ہیں اُس نے

اُس کی شاعری اُدھاری بہت ہے

لوگوں کی مُرغیاں چُرانی چھوڑ دی ہیں

میرے لئے سبزی کی ترکاری بہت ہے

ایک اور نظم ’’محبت کی بیماری‘‘ کے یہ اشعار بھی ملاحظہ ہوں:

اک چیز بڑی پیاری ملی ہے

ہمیں محبت کی بیماری ملی ہے

جس زندگی کو سمجھے تھے اپنا

وہ بھی ہمیں اُدھاری ملی ہے

ایک اور نظم کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

جس بہو کے پاس ساس ہے

اسے خوشی کب راس ہے

جو کسی کا گھر داماد ہے

سب کچھ اُس کے پاس ہے

جو منگیتر بن کے آیا ہے

اس کے مقدر میں یاس ہے

اگر چہ زیرِ نظر مجموعہ کلام اصغر میر پوری کا پہلا مزاحیہ شعری مجموعہ ہے لیکن ان کے اشعار میں طنز کی کاٹ بھر پور ہے اور مزاح کی چاشنی بھی خوب ہے۔ آگے چل کر یقیناً اُن کے مزاح میں مزید نکھار پیدا ہوگا اور ان کا کلام متنوع موضوعات اور رنگینیٔ بیان کے باعث قبولِ عام حاصل کرتا رہے گا۔

پروفیسر منیر احمد یزدانی
شعبۂ اُردو
گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج میر پور آزاد کشمیر
نگرانِ اعلیٰ: کُل پاکستان بزمِ فکر و نظر

یکم مئی ۲۰۱۲ء

انتساب

اظہر۔ظہیر۔یسر۔ظفر۔ضمیر۔مظہر۔

زبیر۔ثاقب کے نام جن سے مجھے بے

حد پیار ملا اور میرے دل میں بھی اُن

کے لیے پیار بھرا ہے جس کا میں کُھلے

الفاظ میں کبھی ذکر نہ کر سکا

پیش لفظ

اللہ کے فضل و کرم سے اور دوستوں کی دُعاؤں سے یہ میرا دوسرا شعری مجموعہ ہے جس میں صرف طنز و مزاح ہے اور میں یہاں اس بات کا بھی انکشاف کر دوں کہ میں نے پہلے طنز و مزاح سے اپنے سخن کا آغاز کیا مگر دھیرے دھیرے ساتھ کچھ نہ کچھ سنجیدہ بھی لکھتا رہتا اس طرح دیکھتے ہی دیکھتے میرے پاس ایک خزانہ جمع ہو گیا پھر میں نے اُنھیں چھپوانے کا سوچتا پھر ملتوی کر دیتا۔ آخر 2010 میں ہمت کر ہی ڈالی اور دردِ جدائی چھپوانے کے لیے بھجوا دی اس نے میرا حوصلہ بڑھایا یہ کتاب بھی اُسی کڑی کا ایک حصہ ہے اور اس سے میری کافی امیدیں وابستہ ہیں کیونکہ کسی کو ہنسانا بڑا مشکل کام ہے جو ہر شاعر کے بس کی بات نہیں۔ اب فیصلہ آپ لوگ کریں گے کہ میں اس بات میں کہاں تک کامیاب رہا۔

اِن دنوں مزاحیہ شاعری ریڈیو۔ ٹی وی پر سُنانا بڑا مشکل ہو گیا ہے کیونکہ دنیا اتنی تنگ نظر ہو گئی ہے کہ وہ ہر بات اپنے آپ پر چسپاں کرنے لگتے ہیں اسی کے باعث میرے خلاف کچھ حاسدوں نے محاذ آرائی شروع کی ہوئی ہے اور مجھے غیر قانونی حربوں سے تنگ کرتے ہیں یہ سلسلہ پچھلے تین سال سے جاری ہے مگر مجھے اس بات کی کوئی فکر نہیں میرے ذہن میں یہ شعر آتا ہے تو پھر صبر کر لیتا ہوں۔

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اُڑانے کے لئے

ایک دفعہ مولانا شورش کاشمیری کی ایک تقریر سنی تھی وہ ذکر کر رہے تھے کہ کیسے کیسے طریقوں سے اُنہیں تنگ کیا گیا میں سوچا کرتا کیا دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں یقین نہیں آتا تھا وہی بات جب میرے ساتھ پیش آئی تو علم ہوا کہ واقعی ایسے لوگ موجود ہیں

جو اپنی سوچیں دوسروں پر مسلّط کرنا چاہتے ہیں۔ بات سیاسی ہو، ادبی ہو یا مذہبی میں کسی بات میں کسی سے سمجھوتہ نہیں کرتا ہاں اگر اُن کی دلیل قوی ہے تو پھر قبول۔ مگر آپ زبردستی کسی کو مجبور کر کے اُس کے افکار نہیں بدل سکتے۔

کچھ چیزیں میں نے خاص کر کے چمچوں اور لوٹوں کے بارے میں لکھی ہیں جو مجھے اچھی نہیں لگتیں مگر مجھ سے رہا نہ گیا کیونکہ یہ لوگ ہمارے معاشرے کو خراب کر رہے ہیں۔ اِن لوگوں کی اپنی زندگی میں کچھ نہیں یہ لوگ دوسرے کی کامیابی برداشت نہیں کر سکتے اللہ رب العزت ایسے لوگوں کو ہدایت دے۔

آخر میں میرے خاص دوست عمران و کامران کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو انہوں نے اس کتاب کی تیاری میں میرا ہاتھ بٹایا۔

آپ کی دُعاؤں کا طالب

محمد اصغر میرپوری

نہ ریڈیو ٹی وی پہ آنے کی تمنا نہ شہرت کی چاہت
خُدا کی مخلوق میں خوشیاں بانٹنے سے ملتی ہے راحت

کالا دھن

اتنا کالا دھن ہے کہ سنبھال نہیں سکتا
اسے بینک میں بھی ڈال نہیں سکتا

ہر ماہ جُھوٹے بہانوں کا سہارا لے کر
زیادہ دیر ٹیکس والوں کو ٹال نہیں سکتا

پہلے ہی کتنے غیر قانونی کاموں میں ملوث ہے
اب مزید کوئی اور شوق پال نہیں سکتا

اس کے سر پہ دولت کا بُھوت طاری ہے
اتنا دھن ہے کہ اسے سنبھال نہیں سکتا

لکشمی آئی تو نیند ہوئی پرائی
یہ مصیبت کسی اور کے سر ڈال نہیں سکتا

......☆......

بڑے بڑے لوگوں سے
یاروں کی شناسائیاں بہت ہیں

بڑے بڑے لوگوں سے یاروں کی شناسائیاں بہت ہیں
اسی لئے میرے خلاف ہوتی محاذ آرائیاں بہت ہیں

خدا کے لئے تم لوگ مجھ پہ تہمتیں نہ لگاؤ
اِس کام کے لئے میری ہمسائیاں بہت ہیں

میرے رقیبوں کو بھلا حسد کیوں نہ ہو
ریڈیو پر ہم نے دُھومیں مچائیاں بہت ہیں

محبت کی دُنیا میں سنبھل کر قدم رکھنا
سُنا ہے اُن راہوں میں کھڈے کھائیاں بہت ہیں

کم لباس میں جب نظر آتی ہیں کئی بیبیاں
لگتا ہے کہ اب کپڑے کی مہنگائیاں بہت ہیں

ہم نے تو کئی محفلوں کو رونقیں بخشیں اصغر
مگر اپنے مقدر میں تنہائیاں بہت ہیں

......☆......

میرا یار

جو ہم سے لے کر اُدھار گیا ہے
جیتے جی ہمیں مار گیا ہے

جتنے گیس بجلی کے بل آئے تھے
اُن میں سے ایک بھی نہ اُتار گیا ہے

وہ پت جھڑ میں بہت یاد آتا ہے مجھے
جو لے کر ساتھ بہار گیا ہے

یہاں کہیں ہوتا تو ڈھونڈ لیتا اسے
سُنا ہے وہ سات سمندر پار گیا ہے

وہ کہتا تھا جلد لوٹ آؤں گا
مگر لگتا ہے وہ گپ مار گیا ہے

بڑے اُداس ہیں میرے شام و سحر
جس دن سے میرا یار گیا ہے

......☆......

مرگئی خالہ شیطان کی

میں نے اُس کے حُسن کی ثناء یُوں بیان کی
جسے سُن کر مر گئی خالہ شیطان کی

اپنے بھائی کا حق مارنے میں بڑا ماہر ہے
میں کیا مثال دوں اِس دور کے انسان کی

حسینوں کے دلوں کے ساتھ دولت بھی چُرا لیں
یہ خوبیاں ہیں پندرھویں صدی کے نوجوان کی

کرکٹ اور جنگوں کے سِوا کچھ نہ دیا قوم کو
کیا بات ہے ہمارے پاکستان و ہندوستان کی

جو ایڈ دے کر ہم سے ارض پاک مانگیں اصغر
ہمارے ملک کو ضرورت نہیں ایسے احسان کی

......☆......

پریشانی نہیں جاتی

کئی دنوں سے میری پریشانی نہیں جاتی
ایسی حجامت ہوئی کہ شکل ہی پہچانی نہیں جاتی

پہلے ہی عشق میں ایسے دانت کھٹے ہوئے
دوبارہ کسی سے پیار کرنے کی ٹھانی نہیں جاتی

حسین لوگ تو دل لے کے مُکر جاتے ہیں
غریب عاشقوں کی سچ بات بھی مانی نہیں جاتی

محبت میں کئی بار دھوکے کھانے کے بعد بھی
نہ جانے کیوں ہماری یہ نادانی نہیں جاتی

اصغر بھی اپنے خیالات صفحۂ قرطاس پہ لاسکتا ہے
یہ دیکھ کر میرے دوستوں کی پریشانی نہیں جاتی

......☆......

آنسو

کسی کی یاد میں نکل آئے ہمارے آنسو
ہم نے چکھے تو لگے بڑے کھارے آنسو

وقتِ رُخصت جو اُس نے پوچھا رونے کا سبب
کہا یہ تو بہ رہے ہیں خوشی کے مارے آنسو

رات بھر تیری یاد نے مجھے سونے نہ دیا
اب خاک نکلیں گے یہ نیند کے مارے آنسو

جب سے پینے لگا ہوں تیری آنکھوں کے جام
تب سے بیٹھے رہتے ہیں آنکھ کنارے آنسو

یہ اپنی ہمت تھی کہ اُس بھنور سے نکل آئے
ورنہ ہمیں لے ڈوبتے اس کے دو دھارے آنسو

کسی پتھر دل کو بھی موم کر سکتے ہیں اصغر
معاشرے کی ستائی ہوئی عورت کے پیارے آنسو

......☆......

پیار کی عمارت

جس پیار کی کچی عمارت ہوتی ہے
اس گھر میں روز مہا بھارت ہوتی ہے

کئی لوگوں کے تن تو اُجلے ہوتے ہیں
من میں رتی بھر نہ طہارت ہوتی ہے

محبت کے میدان میں وہی لوگ آتے ہیں
جنہیں اس کھیل میں مہارت ہوتی ہے

دُنیا والوں سے اپنا آپ بچانا پڑتا ہے
یہاں بہت کم لوگوں میں شرافت ہوتی ہے

خدا محفوظ رکھے حاسد لوگوں سے اُنہیں
جن کے خلاف روز نئی شرارت ہوتی ہے

......☆......

چاہت کا نذرانہ

چاہت میں اُسے کتنا پیارا نذرانہ ملا ہے
کسی کی محبت کے بدلے جیل خانہ ملا ہے

چلو اِسی بہانے اُس کی ڈائیٹ تو ہو گئی
قید میں کئی دن سے نہ کھانا مِلا ہے

قفس میں رہ کر بھی وہ کتنا خوش ہے
کہ زندگی میں پہلی بار آشیانہ مِلا ہے

جیل کا فرش ہی بچھونا ہے اُس کا
یہاں کوئی کمبل نہ سرہانہ مِلا ہے

دُشمنوں کی دُعاؤں کا ہوا ہے یہ اثر
جو اُسے اتنا حسیں ٹھکانہ ملا ہے

......☆......

آپ کی نذر نہیں ہے

میرے یار جیسا کوئی بے دردی نہیں ہے
دنیا والوں کو بھی مجھ سے ہمدردی نہیں ہے

دوستوں نے کپتان نام تو دے دیا
مگر میرے تن پہ کوئی وردی نہیں ہے

تیرے پیار کی حدت ہے میرے من میں
اِسی لئے میرے تن میں سردی نہیں ہے

وہ بات بات پہ ڈانٹتے رہتے ہیں مجھے
کہتے ہیں یہ پیار ہے غنڈہ گردی نہیں ہے

اب اُن کے اصغر سے مراسم نہیں رہے
اِسی لئے اب مجھے کوئی سر دردی نہیں ہے

......☆......

پیار کی داستاں

پہلے کسی محبوب کا انتظار ہوتا ہے
پھر پہلی نظر میں پیار ہوتا ہے

کچھ دن بڑی گرم جوشی ہوتی ہے پیار میں
پھر کوئی غلط فہمی کا شکار ہوتا ہے

ٹی وی کے کسی ڈرامہ سیریل کی طرح
یہ سلسلہ قسطوں میں بار بار ہوتا ہے

کسی طرح سے جب بگڑی بنائی نہیں جاتی
دونوں میں سے ایک اشک بار ہوتا ہے

دورِ حاضر کے پیار کی اتنی داستاں ہے
چند ماہ بعد یہ ایک یادگار ہوتا ہے

……☆……

محبت میں

محبت میں یہ حالت ہے اُس مر جانے کی
بھوکا سو جاتا ہے طلب نہیں رہتی کھانے کی

اب تو فون پہ ہی کافی ڈانٹیں پڑ جاتی ہیں
آرزو نہیں رہتی کسی کے گھر جانے کی

اِک شمع کی صورت جلتا ہوں رات بھر
تیرے ہجر میں یہ کیفیت ہے پروانے کی

تیری خاطر ساری دُنیا کو چھوڑا میں نے
اب کہتی ہو کوئی ضرورت نہیں یہاں آنے کی

اتنے دُکھ سہے ہیں تیرے پیار میں ہم نے
اب خواہش نہیں رہی تمہیں پانے کی

......☆......

اُس کے ہونٹوں پہ میرا نام نہیں

اُس کے ہونٹوں پہ میرا نام نہیں ہے
اسی لئے یہ بندہ بد نام نہیں ہے

لوگوں کو میرے خلاف بھڑکاتی رہتی ہے
لگتا ہے اُسے اور کوئی کام نہیں ہے

جب تک دو چار کو تنگ نہ کر لے
تب تک ملتا اُسے آرام نہیں ہے

میں خالی جیب کیسے اُس سے مِلنے جاؤں
ابھی تک آیا اُس کا پیغام نہیں ہے

میرے دُشمن بھی میری شاعری پڑھتے ہیں
اصغر اپنا پیغام پہنچانے میں ناکام نہیں ہے

......☆......

میری غزل

وہاں وہ ہم سے فون ملانے میں لگے ہیں
یہاں ہم اپنی تازہ غزل سنانے میں لگے ہیں

مُسکرا رہے ہیں ریڈیو سے میری شاعری سُن کر
اِدھر ہم لوگوں کے کان کھانے میں لگے ہیں

جانتے ہیں شعر و سخن ہمارے بس کی بات نہیں
پھر بھی خود کو مصیبت میں پھنسانے میں لگے ہیں

آپ نے جسے سنتے ہی نظر انداز کر دیا
مجھے کئی دن اُس غزل کو بنانے میں لگے ہیں

اُن کی روتی صورت دیکھ کر یہ خیال آیا اصغر
نہ جانے کیوں ہم اُنہیں ہنسانے میں لگے ہیں

......☆......

نازک گھڑی

سُنا ہے کہ نفرت محبت کی پہلی کڑی ہوتی ہے
میں جہاں جاتا ہوں وہ پیچھے کھڑی ہوتی ہے

مجھ شریف آدمی کو بدنام کرنے کی خاطر
اُس نے روز کوئی نئ کہانی گھڑی ہوتی ہے

اُسے اپنے دل میں ایسے بسا رکھا ہے
جیسے فریم میں کوئی تصویر جڑی ہوتی ہے

سچی محبت کرنے سے پہلے ذرا سوچ لینا
اِس طرح کے کاموں میں جُدائی بڑی ہوتی ہے

حسن کی عدالت میں جب پیش ہوتا ہے اصغر
اُس کے لئے وہ بڑی نازک گھڑی ہوتی ہے

......☆......

اُسے بادام بھیج دیتے ہیں

کسی کے نام کوئی پیغام بھیج دیتے ہیں
اِک پریم پتر کسی کے نام بھیج دیتے ہیں

سُنا ہے وہ مجھے بُھولتا جا رہا ہے
اُسے دو چار کلو بادام بھیج دیتے ہیں

روٹی کپڑا مکان تو ہمیں میسر نہیں
چلو کھانسی نزلہ زکام بھیج دیتے ہیں

اُنہیں کھانے سے اُسے مکھیاں ستائیں گی
دُشمن کو ایک پیٹی آم بھیج دیتے ہیں

وہ اُسے کھائے گا تو دُعائیں دے گا
کسی فقیر کو طعام بھیج دیتے ہیں

......☆......

آزادی تُم سب کو مبارک

جس دن سے ہماری گرفتاری ہوئی ہے
سُوکھ کر بُری حالت ہماری ہوئی ہے

آزادی تُم سب کو مبارک ہو دوستو
ہماری تو اسیری سے یاری ہوئی ہے

ہر روز جیل کا باسی کھانا کھا کر
کیا بتائیں کیسی حالت ہماری ہوئی ہے

ہم چیختے رہے کہ ہم بے گناہ ہیں
عدالت میں نا سنوائی ہماری ہوئی ہے

اُس کی مُرغی تو چُرائی تھی اصغر نے
مگر بد نامی ہماری ہوئی ہے

......☆......

دُنیا والے خطرناک بہت ہیں

ہم خُود کو سمجھتے چالاک بہت ہیں
مگر یہ دُنیا والے خطرناک بہت ہیں

میں نے کہا سات سمندر پار جانا ہے
وہ بولی لگتا ہے آپ تیراک بہت ہیں

ظاہر میں تو آٹے کا بحران ہے
مگر گوداموں کے اندر سٹاک بہت ہیں

اپنی کہانی بھی میاں مجنوں جیسی ہے
تمام عمر چھانتے رہے خاک بہت ہیں

اُنہیں سنو گے تو کبھی مُسکرا نہ سکو گے
میری محبتوں کی داستانیں درد ناک بہت ہیں

جو کسی سے حق بات کہہ نہیں سکتے اصغر
وہ خود کو سمجھتے بے باک بہت ہیں

......☆......

میں اِس طرح تیرا پیار نبھاؤں گا

میں اِس طرح سے پیار نبھاؤں گا
تُو کھانا کھائے گی میں مکھیاں اُڑاؤں گا

تُو جس راہ سے بھی گزرے گی
میں پُھولوں کے نیچے کانٹے بچھاؤں گا

تھکی ہاری تو کام سے آئے گی جب
میں زور سے تیری گردن دباؤں گا

تُجھے اِس بات کی خبر نہ ہو گی
تیری دولت اپنے اکاؤنٹ میں جمع کراؤں گا

جب تک یہ بات پولیس تک پہنچے
تب تک میں تیرا شہر چھوڑ جاؤں گا

......☆......

دُنیا میں کوئی سوالی نہ ہو

وہ بھی کوئی گلشن ہے جس کا مالی نہ ہو
ایسی حسینہ سے پیار کرو جو دِل کی کالی نہ ہو

جس خوبی سے کسی نے کاٹی ہے میری جیب
خدا کرے اِس طرح کسی جیب کی پامالی نہ ہو

اگر دُنیا میں کوئی اہمیت نہ دے مال و زر کو
پھِر کوئی بھی کسی کا سوالی نہ ہو

کاش ہزاروں لوگ میرے دِل میں آ بسیں
پھر کسی کے لئے تھوڑی بھی جگہ خالی نہ ہو

ایسے لوگوں پہ مرتے ہیں نئے دور کے حسیں
جن کی جیب بھری ہو اصغر جیسی خالی نہ ہو

......☆......

یہ بندہ غریب ہے

گو میری رہائش بنک کے قریب ہے
یہ بندہ کل غریب تھا آج بھی غریب ہے

سوچا تھا کسی امیر سے بات نہ کروں گا
پھر خیال آیا یہ اپنا اپنا نصیب ہے

ہم کس کس سے گِلہ کریں اپنی مفلسی کا
انسان تو کیا بخت بھی ہمارا رقیب ہے

ہفتہ بھر ایک دوسرے سے مِل نہیں پاتے
ولائتی میاں بیوی کی زندگی عجیب ہے

سوچا ہے ہم بھی کھیلیں گے اب لاٹری
جلد امیر ہونے کی یہ اچھی ترکیب ہے

......☆......

ایسا کہنا پڑتا ہے

جو طاقتور ہو اُسے مہان کہنا ہی پڑتا ہے
کمزور دوستوں کو پہلوان کہنا ہی پڑتا ہے

جو بہن بھائی گھر سے جانے کا نام نہ لے
مجبوری میں انہیں مہمان کہنا ہی پڑتا ہے

امیر محبوبہ اگر تحفے تحائف دیتی رہے تو
میں نہ بُھولوں گا یہ احسان کہنا ہی پڑتا ہے

گھر والی کو خُوش رکھنے کی خاطر
صرف تُو ہے میری جِند جان کہنا ہی پڑتا ہے

جس نے زندگی بھر حسینوں کی ڈانٹیں سہی ہوں
ایسے عاشق کو پارٹی کی شان کہنا ہی پڑتا ہے

......☆......

آنسو

تیری یاد میں جو نِکل آئے آنسو
پھر کسی طرح تھمنے نہ پائے آنسو

کل شام ایک محفل کو لے ڈوبے
جب دِل کھول کر بہائے آنسو

یہ رُکنے کا نام نہ لیتے تھے
کھانے کے ساتھ بھی کھائے آنسو

اپنی آنکھوں سے بہتے اچھے نہیں لگتے
ہمارے دل کو لُباتے ہیں پرائے آنسو

مجھے وہ بڑے انمول لگنے لگے
جو اُس کی پلکوں سے چُرائے آنسو

وہ جب ہم سے رُوٹھ کر چل دیا
پھر رات بھر ہم نے بہائے آنسو

......☆......

دِل کی چوری

ایک تو دِل کی چوری کرتے ہو
اُوپر سے سینہ زوری کرتے ہو

ہم سے تو ایسا کام ہو نہیں سکتا
اور تُم زورا زوری کرتے ہو

میرے خلاف بھڑکاتے ہو سب کو
لوگوں سے میری چُغل خوری کرتے ہو

مُجھ سے جُھوٹا پیار جتا کر
اِس طرح اپنا دل پشوری کرتے ہو

پہلے میرے فون کا نمبر ملاتے ہو
اور پھر سوری سوری کرتے ہو

......☆......

تمہارے پاس آنے کی سوچتے ہیں

ہم سے دُور بُرے انسان بھاگتے ہیں
جیسے اذان سُن کر شیطان بھاگتے ہیں

ہم جیسے تمہارے پاس آنے کی سوچتے ہیں
ہم سے دُور کیوں میری جان بھاگتے ہیں

آپ تو ایسے بھاگے ہیں میرے دِل سے
جیسے کنجوس کے گھر سے مہمان بھاگتے ہیں

ہم ایک بار جہاں رہائش پذیر ہو جائیں
گردونواح کے لوگ ہو کے پریشان بھاگتے ہیں

اصغر میں پہلے سی کشش نہیں رہی
اِس سے دُور سبھی قدر دان بھاگتے ہیں

......☆......

مجھے قبول ہوتا ہے

اُن کی جانب سے کچھ بھی آئے ہمیں قبول ہوتا ہے
وہ پتھر بھی ماریں ہمارے لئے پُھول ہوتا ہے

دِن رات ستم ڈھاتے ہیں بے چارے عاشقوں پر
اِتنا پُوچھنا ہے کیا پیار کا یہی اُصول ہوتا ہے

ہم جب پیار سے مخاطب کرتے ہیں اُنہیں
ہاتھ میں سینڈل منہ میں گالی یہی حسبِ معمول ہوتا ہے

اپنی تعریفیں سُن کر اُنہیں سکوں ملتا ہے
اُنہیں خوش رکھنے کا یہی گولڈن رُول ہوتا ہے

حسینوں کو اَب سچ سُننے کی عادت نہیں رہی
سچ بولنے والا ان کے لئے صُورت ببول ہوتا ہے

......☆......

محبت کی دیوی

آنکھ بند کر کے میری ہر بات مان لیتے ہیں
اُن کی اِنہی باتوں پہ ہم جان دیتے ہیں

ہر کوئی اُنہیں محبت کی دیوی سمجھتا ہے
ہم لوگ اُنہی سے محبت کا گیان لیتے ہیں

بڑھاپے میں تو اقرار سے کام چلتا ہے
جوان لوگ تو محبت میں زبان لیتے ہیں

اِن دِنوں دال بھی کہیں مُفت نہیں مِلتی
اب ہم کھانے میں صرف نان لیتے ہیں

کوئی بُھولے سے ہمیں پیار بھری اِک نظر دے
ہم منہ زبانی اُسے سات آسمان دیتے ہیں

......☆......

اُن کے پرستار بہت ہیں

اُنہیں خوش فہمی ہے کہ اُن کے پرستار بہت ہیں
اِسی لئے اِن دِنوں وہ رہتے بیمار بہت ہیں

ہمیں اُن کی غلامی کے سِوا کچھ اچھا نہیں لگتا
ویسے کرنے کے لئے تو کاروبار بہت ہیں

اُنہیں میری نیت پہ کبھی شک ہو نہیں سکتا
میں جانتا ہوں وہ مجھ پہ کرتے اعتبار بہت ہیں

تُم سے مراسم نہ رہے تو یہ بھید کُھلا
کہ دُنیا میں ہمارے بھی خریدار بہت ہیں

کبھی اصغر کو بھی ذرا آزما کے دیکھ لو
کہتے ہیں تمہارے شہر میں شاعر بہت ہیں

......☆......

میرے خیالوں میں وہ آتے ہیں

میرے خیالوں میں آتے ہیں وہ اُجالے کی طرح
میرے ہونٹ بند ہو جاتے ہیں تالے کی طرح

دِن رات اُن کی پیار بھری ڈانٹیں سُن کر
آنکھوں سے اَشک چلتے ہیں پرنالے کی طرح

میرے ساتھ وہ چپکے رہتے ہیں گوند کی صُورت
اُن کا چپکنا ہے مکڑی کے جالے کی طرح

وٹامن سی سے بھری ہوتی ہیں باتیں اُن کی
اُن کی ہر بات ہوتی ہے مرچ مصالحے کی طرح

میری نظروں میں اُن کا بڑا اُونچا مقام ہے اصغر
میرے لئے ہیں وہ کے ٹُو اور ہمالیہ کی طرح

......☆......

فرضی باتیں

آپ کہتی ہیں کہ میری شاعری اچھی نہیں
ذرا غور سے سُنیے یہ پکی ہے کچی نہیں

میری نظموں میں ہوتی ہیں سبھی فرضی باتیں
کوئی ایک عدد بات بھی ہوتی سچی نہیں

اپنا دیوان چھپوانے کو سرمایہ نہیں ہے
اِسی لئے میری شاعری کی دُھوم ابھی مچی نہیں

میرا ستر سالہ چاچا اِس لئے کنوار رہ گیا
شادی کے لئے کوئی حسینہ اُسے جچی نہیں

ایک سمندر کی مانند ہے دِل اصغر کا
یہاں مگرمچھ تو بہت ہیں ایک بھی مچھلی نہیں

......☆......

پیار کی بین

ہر محفل میں اپنی شاعری سُنائے جاتا ہوں
ایسے میں ہر کسی کو ستائے جاتا ہوں

آستیں میں کوئی سانپ چُھپا بیٹھا نہ ہو
ہر پَل پیار کی بین بجائے جاتا ہوں

اِن دنوں بہت لوگ مجھ سے خفا ہیں
ایسے لوگوں کے اُدھار چُکائے جاتا ہوں

دُنیا بھر کے غم اپنی جھولی میں ڈال کر
اب غم مجھے اور میں اُنہیں کھائے جاتا ہوں

وہ مجھ سے بات نہیں کرتا تو کیا
میں اُس کی باتوں میں ٹانگ اڑائے جاتا ہوں

اصغر کی آواز سنتے ہی وہ فون پٹخ دیتا ہے
ہمت نہ ہارتے ہوئے نمبر ملائے جاتا ہوں

......☆......

لوگوں سے یاری

جن کی زیادہ لوگوں سے یاری ہوتی ہے
کبھی کبھی اُن کی خواری ہوتی ہے

پنڈلی کی مچھلی کھلانے کے قابل نہیں نئے عاشق
انہیں مسالہ مچھلی کھانے والی سوہنی پیاری ہوتی ہے

ایسے رشتے میں مساوات کبھی ہو نہیں سکتی
جہاں شوہر کم وزن اور بیوی بھاری ہوتی ہے

کسی غریب کے بچوں کو کوئی پیار نہیں کرتا
امیر کی اولاد ہر کسی کو پیاری ہوتی ہے

جب بھی اس کی نذر کرتا ہوں تازہ غزل
کہتی ہے اصغر کتنی پیاری شاعری تمہاری ہوتی ہے

......☆......

یہ کیا ظُلم کما بیٹھے

ہم یہ کیا ظُلم کما بیٹھے
کسی سے دِل لگا بیٹھے

اب آرام کرنے کا ارادہ ہے
زندگی میں کافی دکھے کھا بیٹھے

لوٹے اب پچھتا رہے ہیں
سوئے شیر کو کیوں جگا بیٹھے

اب ہماری بھی تو سُنیے جناب
آپ لوگ بہت کچھ سُنا بیٹھے

غریب سے کوئی پیار نہیں کرتا
ہم ہر کسی کو آزما بیٹھے

دِل اُدھار دیا تھا کسی کو
وہ مُفت میں قبضہ جما بیٹھے

اُسے پائے اچھے نہیں لگتے کبھی
جو ایک بار بیجا کھا بیٹھے

......☆......

پیارے اشعار کا انتخاب

میں ایسے پیارے اشعار کا انتخاب کرتا ہوں
جن سے اپنی غزلوں کو خضاب کرتا ہوں

کئی سالوں سے میرا یہ معمول رہا ہے
محفل میں جاتے ہی سلام و آداب کرتا ہوں

آسان الفاظ کا انتخاب کرتا ہوں
ڈکشن سے ذرا اجتناب کرتا ہوں

شعر و شاعری تو میرا مشغلہ ہے
تھوڑی اچھی زیادہ خراب کرتا ہوں

میری غزلیں نمکین کیوں نہ ہوں
میں چائے میں نمک استعمال جناب کرتا ہوں

......☆......

اِس کی کہانی اپنی زبانی

جو ہوٹلوں کا کھانا کھاتے رہتے ہو
اپنا ہی وزن بڑھاتے رہتے ہو

غریب سے مِلنے کی فُرصت نہیں تمہیں
سُنا ہے بڑے لوگوں کے ہاں جاتے رہتے ہو

کئی سالوں سے کوئی کام نہ کاج
سوچتی ہوں کس طرح وقت نبھاتے ہو

ہم نے جب بھی کیا ہے شِکوہ تُم سے
دفاع میں جُھوٹی کہانیاں سُناتے رہتے ہو

ہم سے جُھوٹے عہد و پیماں کرتے ہو اصغر
مگر وعدے اوروں سے نبھاتے رہتے ہو

......☆......

جھوٹی آن بان

کاش میرا ہر شعر ایسا ہوا کرے
جنہیں سُن کر دُنیا واہ واہ کرے

میری نظر سے گزرے کوئی ایسا حسیں
جسے دیکھ کر دل ٹھاہ ٹھاہ کرے

جو ایک بیوی کے ناز نہ اُٹھا سکے
پھر وہ شخص کیوں دوسرا بیاہ کرے

جو طبیعت کی طرح بگڑتی رہے
ایسے معشوق سے کیسے کوئی نباہ کرے

اپنی جھوٹی آن بان کی خاطر اصغر
انسان کیوں اپنی دولت تباہ کرے

......☆......

بیگم اور بادشاہ

جو کسی بیگم کا سرتاج ہوتا ہے
وہ پائی پائی کا محتاج ہوتا ہے

گھر میں اس کی سنائی نہیں ہوتی
وہاں صرف بیوی کا راج ہوتا ہے

جورو کی غلامی کرنے والوں کا
مرض بھی بڑا لا علاج ہوتا ہے

سمجھو وہ شخص بیگم کا ستایا ہوا ہے
جو زیادہ چڑچڑا یا بد مزاج ہوتا ہے

اس سے قبل یہ بات مشاہدے میں نہیں آئی
جیسا سلوک مرد کے ساتھ آج ہوتا ہے

دن بھر میاں کو بُھوکا رکھنے کے بعد
وہ کہتی ہے کیا کوئی ایسا دُشمن اناج ہوتا ہے

......☆......

موسم بہار آرہا ہے

ایسا لگتا ہے کہ موسم بہار آ رہا ہے
اسی لئے میری شاعری میں نکھار آ رہا ہے

دِل کے بازار میں بھیڑ لگی رہتی ہے
یُوں محسوس ہوتا ہے کوئی تھوار آ رہا ہے

ہم نے اُنہیں دل کی بات کہہ دی ہے
میرے دل بے قرار کو اب قرار آ رہا ہے

میری غزل کا مطلع سنتے ہی وہ بولی
خدا کے لئے بس کرو مجھے بخار آ رہا ہے

اِس کی سہیلی میری معصوم صُورت دیکھ کر بولی
اصغر مجھے تجھ پہ بے حد پیار آ رہا ہے

......☆......

یہی خواہش رہی

دُشمنوں کا کہنا ہے کہ بندہ اُدھارا ہے اصغر
دوست کہتے ہیں ہمیں جان سے پیارا ہے اصغر

اس کے حالات سدا گردش میں رہتے ہیں
شاید آسمان کا ٹوٹا ہوا تارا ہے اصغر

خدا کے سوا اس کا کوئی آسرا نہیں
یہ نا سمجھنا کہ بے سہارا ہے اصغر

اُس کی تو یہی خواہش رہی تمام عمر
کہ کوئی حسیں کہے یار ہمارا ہے اصغر

اُس کے دشمن اُسے کیا ماریں گے
پہلے ہی کسی کے پیار کا مارا ہے اصغر

......☆......

کوئی فرمائش

ہم جب بھی کسی سے کوئی فرمائش کرتے ہیں
وہ پُوری نا کر کے ہماری آزمائش کرتے ہیں

اب وہی حسیں دوست مِلنے کے لئے نہیں آتے
جن کی خاطر گھر کی تزئین و آرائش کرتے ہیں

ایک عدد کار ہم سے تحفے میں مانگ کر
وہ یُوں میرے پیار کی پیمائش کرتے ہیں

خُدا کرے تجھ سے کبھی نا میرا سامنا ہو
ہم سچے دل سے یہی خواہش کرتے ہیں

میری حالت کی طرح وہ کچھ ایسے بگڑے ہیں
اب پہلے کی طرح مجھ پہ نا وہ نوازش کرتے ہیں

……☆……

محبت کے غلام

جس انسان کو کسی سے پیار نہیں ہوتا
زمانے میں اس کا کوئی یار نہیں ہوتا

جو اپنی ہی ذات سے پیار کرتا رہے
وہ کسی معشوق کے ہاتھوں خوار نہیں ہوتا

ہم تو اُن کی محبت کے غلام ہوگئے ہیں
گو دورِ حاضر میں غلمان کا بیوپار نہیں ہوتا

کئی سالوں سے نظروں کے تیر چلا رہا ہوں
مگر ایک بھی کسی مَن کے پار نہیں ہوتا

ایسے ڈرے ہیں محبت کی دُنیا سے ہم
اب میرا دل کسی کی چاہت میں گرفتار نہیں ہوتا

......☆......

نظرِ کرم فرماتے جایئے

ہم پہ نظرِ کرم فرماتے جایئے
کوئی نیا الزام ہو تو لگاتے جایئے

جب دیکھو کہ ہم سنبھلنے لگے ہیں
پھر ستم کی رفتار بڑھاتے جایئے

بے شک ہمارا مال کھاتے جایئے
مگر ہم سے دوستی نبھاتے جایئے

آپ میری حوصلہ افزائی کرتی آئی ہیں
آج آخری بار میری ہمت بڑھاتے جایئے

ہم نے تو کئی سالوں سے ہنسایا ہے تمہیں
پیار سے گدگدی کر کے مجھے ہنساتے جایئے

......☆......

اِن دنوں وہ مجھ پہ مہربان ہے

میرا دل جس دوست پہ قربان ہے
اِن دنوں وہ مجھ پہ مہربان ہے

میرے پاس بتی نہ لالٹین ہے
اگر ہے تو صرف دِل کا چین ہے

میں ایسا بدنصیب شاعر ہوں
دُنیا میں جس کا کوئی نا فین ہے

وہ جو میرے پیار کی شان ہے
اِسی سے مِلنے کو دِل بے چین ہے

محبت میں ہم جان کی پرواہ نہیں کرتے
یہ حقیقت ہے نا کے سیاسی بیان ہے

......☆......

انسان بدلتے رہتے ہیں

زمیں بدلتی رہتی ہے آسماں بدلتے رہتے ہیں
موسموں کی طرح یہاں انسان بدلتے رہتے ہیں

بار بار اپنی نظموں کی اصلاح کرنے سے
کئی بار اُن کے عنوان بدلتے رہتے ہیں

میں جہاں بھی رہائش پذیر ہوتا ہوں
وہاں کے مکیں اپنے مکان بدلتے رہتے ہیں

جو لوگ خربوزے کی طرح رنگ بدلتے رہتے ہیں
اُن کے بارے ہمارے بیان بدلتے رہتے ہیں

آپ تو بدلتے ہیں برطانوی موسم کی طرح
اِسی لئے ہم بھی میری جان بدلتے رہتے ہیں

......☆......

بڑی کٹھور لگتی ہیں

اُن کی آنکھیں تو بلور لگتی ہیں
مگر وہ خود بڑی کٹھور لگتی ہیں

دیکھنے میں وہ بڑی پیاری ہیں
باتوں سے دل کی چور لگتی ہیں

ایک دن اُن پہ قابو پا ہی لیں گے
چال سے بڑی منہ زور لگتی ہیں

ڈایٹ نے آخر اپنا اثر دکھا ہی دیا
اب وہ پہلے سے کمزور لگتی ہیں

اُس کے سامنے اصغر کا نام نا لینا
یہ نام سنتے ہی وہ کرنے شور لگتی ہیں

......☆......

ہم اُنہیں اپنی جان سمجھتے ہیں

ہم اُنہیں اپنی جان سمجھتے ہیں
وہ ہمیں پیارا انسان سمجھتے ہیں

اُن کے سامنے تو زباں نہیں کُھلتی
دوست بڑا پھنے خان سمجھتے ہیں

وہ بات بات پہ ڈانٹتے رہتے ہیں مجھے
ہم اِسے بھی اُن کا احسان سمجھتے ہیں

لاتوں کے بُھوت باتوں سے نہیں مانتے
وہ صرف جوتوں کی زبان سمجھتے ہیں

کچھ لوگ ہمارا مال کھا کھا کر
ہمیں ہی وہ نادان سمجھتے ہیں

......☆......

پیار کا مرض

میرے دل کو پیار کا مرض ہو گیا ہے
کسی کے ناز اُٹھانا فرض ہو گیا ہے

ایک بار مُسکرا کے دیکھا تھا اُس نے
یہ ہم پہ اُس کا قرض ہو گیا ہے

ہم نے چند اشعار ان کی نذر کیئے
اُن کی جانب سے قصیدہ عرض ہو گیا ہے

لالچی لوگوں سے ہم دُور ہی رہتے ہیں
وہ کہتے ہیں اصغر خُود غرض ہو گیا ہے

......☆......

جب کبھی

جب کبھی اُن کی جیب میں نا مال ہوتا ہے
پھر اُن کی جانب سے فون کال ہوتا ہے

جب کبھی بھی وہ مِلتے ہیں مجھ سے
آنکھوں میں آنسو ہاتھ میں رومال ہوتا ہے

اُن کی زُلفوں میں اتنے پیچ و خم ہیں
جیسے کسی شکاری کا جال ہوتا ہے

اصغر جس دن اُن کا دیدار کر لے
پھر دوسرے دن وہ ہسپتال ہوتا ہے

فون پہ جب ڈانٹتے ہیں اصغر کو
تو دیکھنے کے قابل اس کا حال ہوتا ہے

......☆......

جو سچے عاشق ہیں

ہم خُود کو سمجھتے چالاک بہت ہیں
ہمارے دوست کرتے کھڑاک بہت ہیں

جن سے انجانے میں محبت کا اظہار کر بیٹھا
سنا ہے وہ صاحبہ خطرناک بہت ہیں

لگتا ہے محبت کا کھیل ہی ایسا ہے
اِس میں لوگوں نے کٹوائے ناک بہت ہیں

سات سمندر پار ملنے گئے تھے اُنہیں
وہ بڑے ناز سے بولے آپ تیراک بہت ہیں

میاں مجنوں کی طرح جو سچے عاشق ہیں
زندگی بھر وہ چھانتے خاک بہت ہیں

……☆……

یہ کیا ستم میرے بھائی ہو گیا

میرے ساتھ یہ کیا ستم میرے بھائی ہو گیا
میرا پہلا پیار ہی جگ ہنسائی ہو گیا

جو امیر سمجھ کر پیار کرتا تھا مجھے
میری غریبی دیکھ کر ہر جائی ہو گیا

پہلے چھپ چھپ کے دیکھتا تھا مجھے
پھر اچانک ہی میرا شیدائی ہو گیا

میرے جب کسی سے مراسم نہ رہے
یُوں ہوا کہ میں شکارِ تنہائی ہو گیا

ہیر رانجھا کی محبت کے بڑے چرچے ہوئے
ہمارا تو ہر عشق نذرِ رُسوائی ہو گیا

......☆......

محبت کا آغاز

وہ محبت کا آغاز کرتے ہیں انجام نہیں کرتے
ہم ہیں سوچ کر کوئی بھی کام نہیں کرتے

کام کاج میں گزرتا ہے سارا دن اپنا
اپنی شام کسی بے وفا کے نام نہیں کرتے

آج اِس کے دل میں کل اُس کے دل میں
ہم ایک ہی جگہ زیادہ قیام نہیں کرتے

ہمارے بارے دوست بہت کچھ کہتے ہیں
ایسی باتوں کے لئے نیندیں حرام نہیں کرتے

وہ کہتی ہے میرے خیالوں میں دوڑتے رہتے ہو
کیا اِس گرمی میں تم آرام نہیں کرتے

......☆......

دِل کا قرار

اب اُن سے مراسم استوار ہو گئے ہیں
میرے سب سے پیارے یار ہو گئے ہیں

اِن دِنوں اُن کی طبیعت نا ساز رہتی ہے
لگتا ہے کسی نظرِ بد کا شکار ہو گئے ہیں

اُن کی محبت کا ہمیں یہ صِلہ مِلا ہے
اب ہم بھی عاشقوں میں شمار ہو گئے ہیں

دِن رات ملتی ہیں مجھے قتل کی دھمکیاں
وہ مرے ہوئے کو مارنے پہ تیار ہو گئے ہیں

میری شاعری کی اس کی نظر میں قدر نہیں رہی
سُنا ہے اونچے اُن کے معیار ہو گئے ہیں

......☆......

وہ ٹھنڈک ہے میری آنکھوں کی

وہ میرے دِل کا قرار ہو گئے ہیں
اب وہ بڑے پُر اسرار ہو گئے ہیں

وہ تو ٹھنڈک ہیں میری آنکھوں کی
ہم اُن کے لیے بخار ہو گئے ہیں

قینچی کی طرح چلتی ہے زباں اُن کی
میرے لئے وہ چلتی تلوار ہو گئے ہیں

اُن کی بے رُخی سے یُوں لگتا ہے
کسی غلط فہمی کا شکار ہو گئے ہیں

ہر روز ایسی دھونس جماتے ہیں مجھ پر
لگتا ہے وہ ذہنی بیمار ہو گئے ہیں

پچھلے چند دنوں سے یُوں لگتا ہے اصغر
ہمارے بگڑے مراسم استوار ہو گئے ہیں

......☆......

دلچسپ کہانیاں

میری زندگی کی بڑی دلچسپ کہانیاں ہیں
جو قسط وار آپ سب کو سنانیاں ہیں

راج کپور اور میں اکٹھے کھانا کھاتے تھے
مشورے لینے کے لئے وہ میرے پاس آتے تھے

امیتابھ بچن کو اینگری ینگ مین بنایا میں نے
دلیپ کو کنگ آف کامیڈی کا ایوارڈ دلوایا میں نے

سلطان راہی کے ہاتھ گنڈاسہ تھمایا میں نے
اُسے وحشی جٹ بڑی محنت سے بنایا میں نے

ہم جسے بھی اپنا اصلی نام بتاتے ہیں
کئی لوگ میرا نام سنتے ہی بے ہوش ہو جاتے ہیں

میرا اصلی نام لکھا ہے شناختی کارڈ پر
میری کوئی بات موجود نہیں ریکارڈ پر

یہ نا سمجھنا کہ میں لمبی لمبی چھوڑے جا رہا تھا
یقین کیجیے میں آپ کو ساری باتیں من گھڑت سُنا رہا تھا

......☆......

اِس کے دل میں

جب سے اُسے اپنی شاعری سُنانے لگا ہوں
اُس کے دل میں اب ہلچل مچانے لگا ہوں

اور کہیں جانے کی تو فُرصت نہیں مِلتی
اُس کے خوابوں میں آنے جانے لگا ہوں

اب اور کوئی کام مِلنا تو نا ممکن ہے
دن رات اُن کا دل بہلانے لگا ہوں

اُس کے گھر کے لذیذ کھانے کھا کر
خُود ہی اپنا وزن بڑھانے لگا ہوں

اب اور کچھ تو ہم سے اٹھایا نہیں جاتا
اُس کے ناز نخرے اُٹھانے لگا ہوں

......☆......

کوئی نہیں مِلتا

ہم گئے تھے اُنہیں حالِ دِل سُنانے کے لئے
وہ سمجھے ہم آئے ہیں مفت کا کھانے کے لئے

اُن دنوں ہر کوئی مجھ سے دُور بھاگتا ہے
کوئی بھی نہیں مِلتا پیار جتانے کے لئے

ہم نے جب بھی کسی محفل میں پُکارا اُنہیں
وہ آئے ہیں میرا بیجا کھانے کے لئے

اِن دنوں بے روزگار الاؤنس پہ اپنا گزارا ہے
ہم تو یہاں آئے تھے بہت مال کمانے کے لئے

ابھی سے کیوں سر تھام کے بیٹھ گئے ہو اصغر
مُدتیں لگتی ہیں سخنوروں کی فہرست میں آنے کے لئے

......☆......

محبت اندھی ہوتی ہے

آنکھوں میں خواب ہیں کسی کے پیار کے
اُٹھائے ہیں بڑے ناز اک بے وفا یار کے

سُنتے آئے ہیں کہ محبت اندھی ہوتی ہے
اِسی لئے دیتے ہیں دیدار میری عینک اُتار کے

اب وہ کھانے لگے ہیں پان بہت زیادہ
کہہ دیا تھا آپ کے دانت لگتے ہیں دانے انار کے

محبت میں ہم بھی توحید کے قائل ہیں
مگر لوگ کہتے ہیں ہم محبوب ہیں چار کے

مجھے زہر بھی وہ دیتے ہیں آبِ حیات میں ڈال کر
اصغر صدقے جائے ایسے ہمدرد یار کے

......☆......

عشق کا فلسفہ

جو پیار کا کوئی نا اصول سمجھتے ہیں
ہم اُنہیں سمجھنا فضول سمجھتے ہیں

ہم نے تو عشق کا فلسفہ پڑھا ہے
محبت کا ہر اک رُول سمجھتے ہیں

نئے عاشقوں کو اُلفت کے گُر سکھاتا ہوں
وہ مجھے چاہت کا اسکول سمجھتے ہیں

محبت میں گر ایک عاشق بھی بد نام ہو جائے
پھر ہم اپنی محنت وصول سمجھتے ہیں

کبھی اپنی بھی محبتوں کے بڑے چرچے تھے
اب وہ باتیں ہم اپنی بُھول سمجھتے ہیں

......☆......

ہمارا بھائی

یہ تو کوئی بھائی ہمارا لگتا ہے
شادی شدہ ہو کے بھی کنوارا لگتا ہے

شعر و سخن میں بھی کرتا ہے طبع آزمائی
اُس کا تو ہر شعر پیارا لگتا ہے

اُن کی بھولی صُورت پہ نہ جانا صاحب
یہ صرف شکل سے بے چارا لگتا ہے

ہفتہ بھر جو اُس سے بات نہیں ہو پاتی
پھر اُس کا یارانہ بھی خسارا لگتا ہے

اصغر کے سبھی دوست ہیں چاند کی مانند
یہ اُن کے سامنے ٹمٹماتا تارا لگتا ہے

......☆......

کوئی اُمنگ نہیں کرتا

کسی محفل کے رنگ کو بھنگ نہیں کرتا
اِس عمر میں اب لُچ لفنگ نہیں کرتا

کاش کوئی مجھے بھی پیار کرے
اِس کے سوا کوئی اُمنگ نہیں کرتا

سادگی شامل ہے اپنی طبیعت میں
کسی سے الفاظ کی جنگ نہیں کرتا

جو اللہ کے بندوں کا دل دُکھائیں
میں ایسے لوگوں کا سنگ نہیں کرتا

پھر بھی آنا ہے اِس محفل میں
اسی لئے آپ کو تنگ نہیں کرتا

سنجیدہ لوگوں سے دوستی کرنے کی خاطر
اصغر بالوں کو سفید رنگ نہیں کرتا

......☆......

تیری محفل

تیری محفل میں ہم دیوانہ وار چلے آتے ہیں
شِکوے شکائتیں بُھلا کر یار چلے آتے ہیں

ہم نے جب بھی کسی شاخ سے پُھول توڑا
اُس کے ساتھ خار ہی خار چلے آتے ہیں

پہلے تو آتے تھے تیرے بُلانے پہ لیکن
اب کرنے تیرا دیدار چلے آتے ہیں

جنہوں نے گھر سے باہر قدم نہ رکھا تھا
تیری خاطر وہ سرِ بازار چلے آتے ہیں

دِل کے دروازے دن رات کُھلے رکھتا ہوں
ہر روز نئے کرائے دار چلے آتے ہیں

......☆......

دُشمن بے شمار ہیں

ہمارے جتنے بھی دوست یار ہیں
سب ہی اعلیٰ ظرف و با وقار ہیں

یہ ہمارا حوصلہ ہے کہ جی رہے ہیں
ورنہ دس سالوں سے بے روزگار ہیں

آخر ہم میں کوئی دم خم تو ہے
جو دُنیا میں ہمارے دشمن بے شمار ہیں

دورِ حاضر میں کس سے دل کی بات کریں
یہ لوگ تو چلتے پھرتے اخبار ہیں

ہم نے تو ہر کسی کو پُھول ہی پُھول بانٹے
اِس کے صلے میں ہم نے پائے خار ہیں

......☆......

محبت میں پہلے تکرار ہوتا ہے

محبت میں پہلے تکرار ہوتا ہے
اِس کے بعد اقرار ہوتا ہے

شادی کے بعد جو طاقتور ہوتا ہے
وہ کمزور پہ سوار ہوتا ہے

ناشتہ ٹیبل پہ سجا ہوتا ہے
جب تک وہ بیدار ہوتا ہے

جو شوہر بیوی کے غلام ہوتے ہیں
اُن کا بیڑہ جلد پار ہوتا ہے

بیگم کے ہاتھوں ستائے ہوئے شوہر کا
دوستوں میں بڑا وقار ہوتا ہے

......☆......

جاتے جاتے وہ مجھ پہ احسان کر گیا

جاتے جاتے وہ مجھ پہ احسان کر گیا
میری ساری دولت قربان کر گیا

کل جو بینک سٹیٹمنٹ پڑھی تو جانا
کہ وہ میرا کافی نقصان کر گیا

قربان جاؤں ایسے دغا باز یار پہ
جو اپنے نام میری دکان کر گیا

نہ دھن دولت نہ مکان یا دکان
وہ میرا جینا بڑا آسان کر گیا

اِس کے لئے اُس نے مجھے کیوں چُنا
اِس بات سے تھوڑا پریشان کر گیا

......☆......

دھوکہ دِل جانی دے گیا

مجھے دھوکہ میرا دِل جانی دے گیا
خشک آنکھوں کو وہ پانی دے گیا

نہ جانے کیسے ڈھونڈوں گی اسے
مجھے تصویر وہ پرانی دے گیا

کسی کو کیسے یقیں آئے ہماری محبت کا
مجھے کوئی نہ وہ نشانی دے گیا

اُسے کتنی فکر تھی میری تنہائی کی
دِل بہلانے کو شاعری بھی پُرانی دے گیا

نہ جانے کیسے بُھولیں گے اُسے
جاتے جاتے نہ کوئی شام سُہانی دے گیا

......☆......

چمچوں سے کہہ دو لوٹوں سے کہہ دو

چمچوں سے کہہ دو لوٹوں سے کہہ دو
بڑوں سے کہہ دو چھوٹوں سے کہہ دو

جُھوٹوں سے کہہ دو سچوں سے کہہ دو
ہنستوں سے کہہ دو روتوں سے کہہ دو

بُروں سے کہہ دو اَچھوں سے کہہ دو
کھروں سے کہہ دو کھوٹوں سے کہہ دو

پتلوں سے کہہ دو موٹوں سے کہہ دو
کہ لوٹا برادری کے اسرار پر اصغر لوٹ آیا ہے

......☆......

اُجالا ہی اُجالا

اُس کی زندگی میں اُجالا ہی اُجالا ہوتا ہے
جو ہر انسان سے محبت کرنے والا ہوتا ہے

ظالم سے اپنے حق کا مطالبہ کر سکے
ایسا شخص بڑا ہمت والا ہوتا ہے

تم لوگ زندگی میں سچ بولتے رہنا
سُنا ہے کہ جھوٹے کا منہ کالا ہوتا ہے

میری نظر میں خوش نصیب ہیں وہ لوگ
جن کے دُشمنوں کا خاندان اعلیٰ ہوتا ہے

کسی کو کمزور سمجھ کر دھوکہ نہ کھانا
ایسے لوگوں نے پستول جیب میں ڈالا ہوتا ہے

اصغر سے کسی عام کام کی اُمید نہ رکھنا
اُس کا تو ہر کام ہی نرالا ہوتا ہے

......☆......

دِل میں بسا لیتا ہوں

اپنے مقدر میں نہ پیار نہ رُومانس ہے
اور نہ ہی کسی کا دل جیتنے کا چانس ہے

زمانے بھر میں نہ دوست نہ کوئی یار ہے
نہ کسی کو ہم سے نہ ہم کو کسی سے پیار ہے

وہ اس لئے کہ جُھوٹ میں بولتا نہیں ہوں
خلوص و مروت کو دولت سے تولتا نہیں ہوں

ارادوں کا پکا ہوں باتوں کا سچا ہوں
جُھوٹے خواب کسی کو دِکھاتا نہیں ہوں

دوستوں کو کبھی آزماتا نہیں ہوں
پیار میں چوٹ کھا لیتا ہوں
پیارے لوگوں کو دِل میں بسا لیتا ہوں

......☆......

ہمارے بھی کئی لوٹے ہوتے

کسی کو غم ہے کہ اُسے شہرت نہیں ملی
کوئی رو رہا ہے کہ اُسے دولت نہیں ملی

کسی کا کہنا ہے میں بھی کروڑپتی ہوتا
مگر شادی کے لئے کوئی امیر عورت نہیں ملی

ہر بیوی کو شوہر سے فقط اتنی شکایت ہے
مجھے اس گھر میں کوئی بھی سہولت نہیں ملی

آج وہ جوان بھی بلدیہ کا چیئرمین بن گیا
زندگی بھر جسے سکول جانے کی مہلت نہیں ملی

ملک بھر میں ہمارے بھی کئی لوٹے ہوتے
افسوس کہ ہمیں کسی پارٹی کی صدارت نہیں ملی

......☆......

دوست کی مہربانی

اے دوست تُو اتنی مہربانی کر دے
اپنی دولت مجھ پہ قربانی کر دے

تُو نے تُو اس سے کوئی کام نہ لیا
مگر میری زندگی میں آسانی کر دے

تیرے بعد بھی یہ بندہ تجھے یاد کرے
اِس بات کو تُو اپنی نشانی کر دے

اپنی کُل پونجی میرے نام کر کے
میری زندگی کی ہر گھڑی میں آسانی کر دے

دُنیا ہماری دوستی کو سدا یاد رکھے
تُو سب پہ عیاں قربانی کے معنی کر دے

......☆......

مجدد کے آنے میں صدی لگتی ہے

دورِ حاضر کی عورت انقلابی لگتی ہے
مرد کی طبیعت تو نوابی لگتی ہے

کہا خواب میں حسیں چہرے نظر آتے ہیں
بولے یہ معدے کی خرابی لگتی ہے

انسان کو اپنی ہر بات بھلی لگتی ہے
دوسروں کی اچھی بات بھی بُری لگتی ہے

لوگوں کے دلوں کے تالے ویسے نہیں کُھلتے
اب اُن میں دولت کی چابی لگتی ہے

پَل بھر میں انقلاب نہیں آتے کبھی
کسی مجدّد کے آنے میں صدی لگتی ہے

......☆......

اپنی زندگی

اپنی زندگی میں مادھوری نہ کٹرینہ ہے
اپنے جینے کا فقط یہی قرینہ ہے

تھوڑی خوشیاں زیادہ غم کھانا پینا کم
اس طرح کا جینا بھی کوئی جینا ہے

میں چہرے پے تبسم سجائے رکھتا ہوں
مگر زخموں سے چھلنی میرا سینہ ہے

یُوں لگتا ہے کہ کل ہی بچھڑے تھے ہم
مگر تجھ سے بچھڑے دسواں مہینہ ہے

کسی آدم زاد کو جو کم تر جانے
اصغر کی نظر میں وہ شخص بڑا کمینہ ہے

......☆......

ایک ناکام شاعر کی آپ بیتی

جس کسی کو فون کرتا ہوں اُٹھاتا نہیں کوئی
اب پیار سے مجھے گلے لگاتا نہیں کوئی

جُھوٹی تعریفوں سے آسماں پہ چڑھاتے تھے لوگ
اِن دنوں چنے کے جھاڑ پہ بھی چڑھاتا نہیں کوئی

میری شاعری سُن کر جو بڑے مَسکے لگاتے تھے
اب تو منہ زبانی مکھن بھی لگاتا نہیں کوئی

میرے سینے میں تو سبھی کے لئے محبت بھری ہے
میری جانب دوستی کا ہاتھ بڑھاتا نہیں کوئی

پہلے پہل طرح طرح کے کھانے کھلاتے تھے لوگ
آج کل تو زبانی پلاؤ کھلاتا نہیں کوئی

اصغر جیسے بے روزگار سے پیار کر کے
ایسا بھلا کام کر کے ثواب کماتا نہیں کوئی

……☆……

مجھے ایسا کوئی کمال دے بابا

مجھے ایسا کوئی کمال دے بابا
جو ہر آفت کو ٹال دے بابا

تنخواہ کے پیسوں سے کام نہیں چلتا
میری بھی لاٹری نکال دے بابا

من میں کوئی حسرت نہ رہے
مجھ کو اتنا مال دے بابا

مجھ سے کوئی پیار نہیں کرتا
یہ بات میرے ذہن سے نکال دے بابا

گھر والی کے ہاتھ نہ لگ جائیں
باہر والی کے خط سنبھال دے بابا

اصغر کی ساری مانگیں پوری کر دے
نہ کل پہ اُن کو ٹال دے بابا

......☆......

اشعار کی بم باری

اُس کی ثناء میں جب شاعری کرتا ہوں
وہ کہتی ہے بڑی پیاری کرتا ہوں

اشعار کا وزن تو زیادہ نہیں ہوتا
مگر شاعری بڑی بھاری کرتا ہوں

الفاظ خود ہی ذہن میں چلے آتے ہیں
میں کب اس بات کی تیاری کرتا ہوں

میری سمت جو رقیبوں کے تیر آتے ہیں
جواب میں اشعار کی بم باری کرتا ہوں

جو لوگ میرے معیار پر پورا اُتریں
میں ایسے انسانوں سے یاری کرتا ہوں

......☆......

پیار کا اقرار

میرے پیار کی وہ حامی نہیں بھرتا
صاف لفظوں میں انکار بھی نہیں کرتا

میرے ساتھ جُھوٹے عہد و پیماں کر کے
مجھے محبت کے رتھ پہ سوار نہیں کرتا

میرے پیار نے اُسے پتھر دل بنا دیا ہے
کسی غم میں آنکھوں کو اشکبار نہیں کرتا

اس کی نظر میں یہ محبت کی قینچی ہے
اب وہ کسی بات میں اُدھار نہیں کرتا

ہر روز ایک ایس ایم ایس بھیج دیتا ہے
اب پہلے کی طرح بھرمار نہیں کرتا

......☆......

سر پر پٹیاں

سر پر پٹیاں جو لگا کے آئے ہو
لگتا ہے کہیں سے مار کھا کے آئے ہو

تمہارے بالوں سے تو یُوں لگتا ہے
جیسے منوں مٹی میں نہا کے آئے ہو

یہ کیا حالت بنا رکھی ہے تُم نے
منہ نہیں دھویا یا آنسو بہا کے آئے ہو

مُجھ سے اپنا چہرہ کیوں چُھپاتے ہو
مرد ہو اپنا قول نبھا کے آئے ہو

اے دوست دُنیا تمہیں سدا یاد رکھے گی
جو عشق میں ہڈیاں تڑوا کے آئے ہو

......☆......

زندگی کے سفر میں

زندگی کے سفر میں کئی کھائیاں اور کھڈے ہیں
یہاں جِدھر دیکھو پھڈے ہی پھڈے ہیں

مذاق ہی مذاق میں دوستوں نے ہماری عمر بڑھا دی
اب یُوں لگتا ہے ہم اپنے آپ سے وڈے ہیں

شریفوں کو تو ساری دُنیا لُوٹتی رہی ہے
اور ہم نے بُرے لوگ بھی نہ چھڈے ہیں

ماضی میں جہاں اُلّو بولا کرتے تھے
آج وہیں شہر کے لاریاں اڈے ہیں

جسے بھوت پریت ستائیں وہ اصغر سے رجوع کرے
ہم نے لوگوں کے گھروں سے بڑے بڑے جن کڈے ہیں

......☆......

حسیں لوگوں سے دوستی

میرے دل میں کسی کے لئے کدورت نہیں ہے
میری آنکھوں میں کوئی مُورت نہیں ہے

اب شادی کے لئے آئے کوئی رشتہ
اِس کی تو کوئی صُورت نہیں ہے

پیار بھری نظروں سے تُم دیکھو اگر
دُنیا میں کوئی شے بد صُورت نہیں ہے

آج ہم بھی سبھی کو پیارے ہوتے
مگر کیا کریں اپنے پاس دولت نہیں ہے

کچھ حسیں لوگوں سے دوستی کرنے کے بعد
اب اصغر کو دشمنوں کی ضرورت نہیں ہے

......☆......

موت کا سامان

اُنہیں دل دے کر خالی جسم کا مکان کر بیٹھے
ہم بھی کتنے سادہ ہیں جو اپنا ہی زیان کر بیٹھے

اِس دن شاید ہماری مت ماری گئی تھی
جو ہم اُن کو اپنے دل کا مہمان کر بیٹھے

نہ جانے کیا جادو تھا اُس کی شوخ نظر میں
اُس کی اک نگاہ پہ تن من دان کر بیٹھے

جو اُسے دیکھتا ہے دیکھتا ہی رہ جاتا ہے
انجانے میں اپنی موت کا سامان کر بیٹھے

لگتا ہے کہ ہماری شامت آئی تھی
جو اُن سے محبت کا عہد و پیمان کر بیٹھے

......☆......

میرے یار نے کمال کیا

میرے یار نے آج تو کمال کیا
دِل کے کُوچے سے ہمیں نکال دیا

اُن کے انتظار میں بچھا کر آنکھیں
اِس طرح ہم نے مہینوں کو سال کیا

رقیبوں کے مال سے تجارت کر کے
بڑی مشکل سے اُنہیں کنگال کیا

جب بھی اُن سے دُور جانا چاہا
اُنہوں نے اپنی زُلفوں کو جال کیا

پیار سے ہم نے تو توبہ کر لی
اِس کھیل نے ہمارا بُرا حال کیا

کئی لوگوں کی کمیٹیاں کھا کر اصغر
بڑی محنت سے ہم نے خُود کو مالا مال کیا

......☆......

ہتھیلی پہ دِل رکھ کے

گھر والوں سے کر کے جھوٹے بہانے نکلے
رُوٹھے یار کو آج ہم منانے نکلے

میرے دِل کے کھنڈرات کی جب کُھدائی ہوئی
وہاں سے کئی لوگوں کے ٹھکانے نکلے

میرے اشعار کو جب اُس نے غور سے پڑھا
وہ سارے کے سارے فلمی گانے نکلے

اُسے جو دیکھتا ہے وہی دل ہار جاتا ہے
اپنی ہتھیلی پہ دِل رکھ کر ہم دیوانے نکلے

جھوٹا پیار تو مل جاتا ہے دولت کے سہارے
ایسی چاہت سے نا کبھی دل کے ویرانے نکلے

......☆......

جب دُشمن پیار سے ملیں

سُنا ہے مونگ پھلی کھانے سے خارش بھی ہوتی ہے
ہری مرچی کھانے سے آنسوؤں کی بارش بھی ہوتی ہے

بڑے اعزاز کی بات ہے کسی کا گھر جوائی ہونا
کہتے ہیں ایسے کاموں میں سفارش بھی ہوتی ہے

پہلے پہل دن میں کئی بار آتے تھے فون اُن کے
اب ایک دو ماہ بعد نگاہ نگارش بھی ہوتی ہے

جب دُشمن بھی پیار سے گلے ملنے لگتے ہیں
اِس بات میں شامل کوئی سازش بھی ہوتی ہے

اُن کا ممنون ہوں جو حال پُوچھ لیتے ہیں اصغر کا
اب میرے حال پر اُن کی نوازش بھی ہوتی ہے

......☆......

اُن کے مال پہ جو نہ گزارہ کرتے

اُن کے مال پہ جو ہم نہ گزارہ کرتے
پھر کوئی بات نہ اُن کی گوارہ کرتے

اُن کی خاطر تو یہ جان بھی حاضر تھی
ایک بار ڈانٹ کے وہ اگر اشارہ کرتے

اُن کے صحن میں دیوار نہ ہوتی اگر
ہم اپنے ہی گھر سے اُن کا نظارہ کرتے

کاش پہلی محبت سے کچھ سیکھ لیتے
پھر ایسی خطا کبھی نہ ہم دوبارہ کرتے

جشن مناؤ کہ سستے میں چھوٹ گئے اصغر
وہ مزید ساتھ رہتے تو کیا حال تمہارا کرتے

......☆......

چالیس سال بعد

چالیس سال بعد جو اُن پہ شباب آیا ہے
دیکھنے والے کہتے ہیں کیا لاجواب آیا ہے

اِن دنوں اُن کا وزن کم ہوتا جا رہا ہے
علم نہیں ڈائیٹ کرتے ہیں یا بُھوت کا سایہ ہے

تُم ہی نے اِس بات کی قدر نہ کی ورنہ
ہم نے تو کئی سالوں سے تیرا ساتھ نبھایا ہے

ہم ہر آزمائش میں پُورے اُترے ہیں جاناں
تُم نے جب جب مجھ کو آزمایا ہے

جی چاہتا ہے کہ نہ جاؤں اُس کو ملنے اصغر
کیسے نہ جائیں فون کر کے اُس نے بلایا ہے

......☆......

جو اپنے عاشق پہ ستم ڈھائے

جو اپنے عاشق پہ ستم ڈھائے
ایسے ظالم معشوق سے اللہ بچائے

میری غزل کا مطلع سُنتے ہی
ہر نازک مزاج کو اُلٹی آئے

بزمِ سُخن میں ہلچل کیوں نہ مچے
جب اصغر جیسا شاعر اپنا کلام سُنائے

آج یہ سوچ کر اُٹھایا ہے قلم
شاید اِسی بہانے اپنی شہرت ہو جائے

اصغر کی تمام شعراء سے التجا ہے
کوئی تو میری غزل کی اصلاح فرمائے

......☆......

لوٹ آ لوٹ آ

اپنی رُودادِ محبت سُنا کر مجھے نا رُلا
کہا تھا غنڈوں کی بہن کو شاعریاں نا سنا

اب سب کو اِس بات کا علم ہو گیا ہے
میرے سامنے اب جُھوٹے بہانے نا بنا

لاڈلی بہن کو وہ دُکھی دیکھ نہیں سکتے
یہ اُن کی مجبوری ہے جو کہتے ہیں لوٹ آ لوٹ آ

تیرے لئے میری ناقص رائے یہ ہے
اب تُو مُرغے مُرغیوں کو اپنی شاعری سُنا

وہ خود ہی تیرے پاس چلی آئے گی
ایک بار اُس کے بھائیوں کو کھریاں کھریاں سنا

......☆......

آج کا نوجوان

بچپن سے انسان کے دل میں یہ ارمان ہوتا ہے
کہ بندہ کیوں اتنی دیر بعد جوان ہوتا ہے

جوانی میں جیسے ہی وہ پہلا قدم رکھتا ہے
یہ نہ پوچھیے وہ کتنا پریشان ہوتا ہے

باہر حسینوں اور گھر میں ابّا کی گالیاں سُن کر
دن رات وہ بڑا بے سرو سامان ہوتا ہے

جس خوش نصیب کو بنگلہ گاڑی میسر ہوں
ایسا نوجوان حسینوں کی جان ہوتا ہے

انسان کو اُنہی سے دھوکے ملتے ہیں
جن پر اُسے بڑا مان ہوتا ہے

......☆......

وہ کسی کو بتا کے نہیں گیا

ولیمے کی دعوت میں وہ کسی کو بتا کے نہیں گیا
خدا خیر کرے وہ گھر سے کچھ کھا کے نہیں گیا

اُس کا چہرہ کِھلا رہتا ہے گلاب کی مانند
اِسی لئے وہ کالر میں پھول لگا کے نہیں گیا

نہ جانے وہ کچے رُوسٹر کیسے چبائے گا
آج بُھولے سے وہ بتیسی بھی لگا کے نہیں گیا

کیسے سب کا سامنا کر پائے گا بھری محفل میں
وہ کسی کا اُدھار بھی چُکا کے نہیں گیا

وہ جانتا ہے کے اُس کی حجامت ضرور ہونی ہے
اِسی ڈر سے وہ وِگ بھی لگا کے نہیں گیا

اصغر کی دُعا ہے آج میرا یار صحیح سلامت لوٹ آئے
وہ تھانے میں رپٹ بھی لکھوا کے نہیں گیا

......☆......

پیر صاحب

پیر صاحب سب کو تعویذ باکمال دیتے ہیں
میں جب بھی جاؤں مجھے ٹال دیتے ہیں

جس کے سر پر محبت کا بُھوت طاری ہو
تھوڑا نذرانہ لے کر اُسے نکال دیتے ہیں

جو کوئی محبوب کی بے وفائی کی شکایت کرے
اسے آنسو پونچھنے کے لیے رومال دیتے ہیں

اور کسی سے مِل کر اُنہیں مسرت نہیں ہوتی
اپنے چمچوں کو دیکھتے ہی پا دھمال دیتے ہیں

امیروں کے کھانے میں بریانی و مرغ مسلّم
میرے جیسے غریبوں کو روٹی اور دال دیتے ہیں

......☆......

لگتا ہے راشن کی قطار میں کھڑے ہیں

مظلوم عاشق ایسے کُوچہ دلدار میں کھڑے ہیں
لگتا ہے کہ راشن کی قطار میں کھڑے ہیں

مردنی سی چھائی ہے ہر عاشق کے چہرے پر
جیسے کسی شہنشاہ کے دربار میں کھڑے ہیں

ہر کوئی آ کر ہم سے دِل لگی کر لیتا ہے
دیوانے کی طرح ہم بازار میں کھڑے ہیں

وہ کہہ گیا تھا بُرے وقت کی طرح لوٹ آؤں گا
آس لگائے اُس کے انتظار میں کھڑے ہیں

ہم چلے تو آئے ہیں تیرے شہر میں لیکن
یُوں لگتا ہے کہ گرد و غبار میں کھڑے ہیں

سُنا ہے آج اُن کی رہائی کا دن ہے
ہم پلکیں بچھائے راہ یار میں کھڑے ہیں

......☆......

کسی بھی محفل میں جب آتا ہے اصغر

کسی بھی محفل میں جب آتا ہے اصغر
نام سُنتے ہی دشمنوں کو آتے ہیں چکر

یہ لوگوں کے دلوں پہ راج کرتا رہا
اور حریف بیٹھے مارتے رہے مچھر

جہاں بھی اپنی تازہ غزل سناتا ہے
وہاں پُھول برستے ہیں نہ کے پتھر

ہر کسی سے میٹھی باتیں کرنے کی خاطر
چائے کے کپ میں لیتا ہے چھ چمچے شکر

کسی کا چاند سا چہرہ نہیں بُھولا اُسے
ایک پارٹی میں اُس سے ہو گئی تھی ٹکر

......☆......

تِرچھی نگاہ

ایک بار کسی نے دیکھا تھا تِرچھی نگاہ سے
کچھ نظر نہیں آتا پچھلے چھ ماہ سے

کسی حسیں چہرے کی سمت دیکھتے نہیں کبھی
ہم لوگ تو ڈرتے رہتے ہیں گناہ سے

شادی شدہ لوگوں کی حالت دیکھ کر
اب کنوارے ڈرنے لگے ہیں شادی بیاہ سے

اقرار کے بدلے انکار ہی ملا ہے
پہلی بار دل مانگا تھا بڑی چاہ سے

کئی دنوں سے جس کے انتظار میں بیٹھے ہیں
وہ شخص اب گزرتا نہیں اِس راہ سے

......☆......

نئے زمانے کی حقیقت

شیخ جی نے مجھے اپنے پاس بُلایا
جلال میں آ کر کچھ یوُں فرمایا

تُم ہم سے بہت سوال کرتے ہو
ہمیں بڑا پر ملال کرتے ہو

ہمارے پاس بڑے پالتو چمچے ہیں
یہ نہ سمجھنا کے فالتو چمچے ہیں

جب کوئی ہمارے خلاف آواز اُٹھاتا ہے
پھر میرا خادم انہیں حرکت میں لاتا ہے

غیر قانونی حربوں سے لوگوں کو تنگ کرتے ہیں
اِسی لئے تو لوگ ہم سے ڈرتے ہیں

اب یہ تیرے تعاقب میں لگے رہیں گے
ایک پَل بھی تجھے سکون سے نہ جینے دیں گے

وہ لوگ اپنا کام کیے جاتے ہیں
ہم اپنے پرانے اُصولوں کے سہارے جیے جاتے ہیں

......☆......

جب بھی زور آزمانے گئے

ہم جب بھی کہیں تازہ کلام سنانے گئے
اِس کے بعد ہم سیدھے تھانے گئے

ہر بار مایوس ہو کر گھر لوٹے
جب بھی کسی دوست کو آزمانے گئے

مگرمچھوں کو ہم سے پیار ہونے لگا
کبھی سمندر میں جو ہم نہانے گئے

کوئی نہ کوئی ہڈی پسلی تڑوا کے آئے
اکھاڑے میں جب بھی زور آزمانے گئے

جنہیں ہم نے منہ زبانی خوشیاں بخشیں اصغر
اُن کی نظروں میں ہم شاعر نہ مانے گئے

......☆......

محبت

کسی غریب کو محبت کہاں راس آتی ہے
پہلے دھن دولت پھر ذہنی سکون کھاتی ہے

ہر کسی سے جُھوٹی محبت کا اظہار کر کے
اِس طرح ماڈرن ہیر اپنا پیار نبھاتی ہے

جس نے بھی کسی سے سچی محبت کی
تمام عمر اُس نے پیٹی اپنی چھاتی ہے

تُم عاشقوں پہ کیوں پابندیاں لگاتے ہو
یہ معاملہ تو اُن لوگوں کا ذاتی ہے

دُنیا میں جہاں کہیں محبت سر اُٹھاتی ہے
پھر کسی شریف آدمی کی شامت آتی ہے

......☆......

میرے خوابوں میں

میرے سپنوں میں آتی ہیں رانیاں بہت
اِسی لئے مجھے رہتی ہیں پریشانیاں بہت

تمام عُمر محبت بانٹنے کے سِوا کچھ اور نہ کیا
کافی لوگوں سے منسلک میری ہیں کہانیاں بہت

جو اپنی پارسائی کے ہر محفل میں چرچے کرتے ہیں
حقیقت چھپانے کی خاطر کرتے ہیں غلط بیانیاں بہت

جس خوش نصیب کو کسی کا سچا پیار مِل جائے
پھر اُس کے دن روشن راتیں ہیں سُہانیاں بہت

آپ نے تو میری سچی محبت کی قدر نہ کی
آپ کا پیار پانے کی خاطر منتیں ہیں مانیاں بہت

......☆......

محبت کی بیماری

اِک چیز بڑی پیاری مِلی ہے
ہمیں محبت کی بیماری مِلی ہے

جس زندگی کو سمجھے تھے اپنا
وہ بھی ہمیں اُدھاری ملی ہے

ایسے تو بجلی کے تار نہیں مِلتے
جیسے قسمت ہماری مِلی ہے

ہم کتنے خُوش نصیب ہیں
جو آپ کی یاری مِلی ہے

تمہارا پیار پانے کے بعد
لگتا ہے دُنیا ساری مِلی ہے

......☆......

اُن کی ہوشیاری نہیں جاتی

ہماری سادگی اور اُن کی ہوشیاری نہیں جاتی
حسینوں سے ہم اہلِ دل کی دلداری نہیں جاتی

بہت سے لوگ گھائل ہوگئے مجھ سے جوانی میں
مگر مکھی بھی ہم سے ایک اب ماری نہیں جاتی

جب سے دیکھا ہے وہ گلاب سا حسیں چہرہ
اب ہماری آنکھوں سے موتیے کی بیماری نہیں جاتی

شبِ فُرقت میں روتے ہیں چھپا کر چہرہ بستر میں
بالآخر بیت جب تک رات ساری نہیں جاتی

سُنا کر اپنی غزلیں ٹی وی پر خُوش تو ہوں لیکن
ہاں میرے فون کے بِل کی بم باری نہیں جاتی

کسی کی ہاں میں ہاں ملاتا نہیں کبھی اصغر
کہ مجھ سے دورِ حاضر میں رواداری نہیں جاتی

......☆......

اب وہ شیروں کا شکار کرتا ہے

وہ مجھے ستانے کے منصوبے تیار کرتا ہے
ایک بار نہیں وہ ایسا بار بار کرتا ہے

جو بھی اُس کی بھلائی کا سوچتا ہے
وہ اُسے دشمنوں میں شمار کرتا ہے

جسے چڑی مار کہتے تھے ہم سبھی
سُنا ہے اب وہ شیروں کا شکار کرتا ہے

جب کوئی نہیں سُنتا باتیں اُس کی
پِھر کُچھ دن خاموشی اختیار کرتا ہے

اوروں کی خاطر جو کھڈے کھودے تھے
اب دن رات اُنہیں ہموار کرتا ہے

بڑا شریر ہوگیا ہے مجھ سے بچھڑ کر
اب لوگوں کو میرے بارے ہوشیار کرتا ہے

......☆......

اُن کے بغیر زندگی اُدھوری ہے

اُن کے بغیر زندگی کی خُوشیاں اُدھوری ہیں
بڑے لوگوں کے لئے چمچے ضروری ہیں

اُن کے بغیر دال بھی گل نہیں سکتی
زندگی کی گاڑی اچھی طرح چل نہیں سکتی

اُن کا کام ہے لوگوں کو آپس میں لڑاتے رہنا
دوسروں کی غیبت کرکے کاروبار چلاتے رہنا

اُن کے جینے کا کوئی قرینہ نہیں ہوتا
اُن سے بڑھ کر کوئی کمینہ نہیں ہوتا

جن لوگوں کے دوچار چمچے نہیں ہوتے
دُنیا میں اُن لوگوں کے چرچے نہیں ہوتے

جو کسی کے چمچے کڑ چھے یا لوٹے ہوتے ہیں
وہ انسان دل کے بڑے کھوٹے ہوتے ہیں

کچھ لوگ تو اُن سے فائدہ اُٹھاتے ہیں
پھر بُرے وقت کی طرح اُنہیں بُھول جاتے ہیں

چمچوں اور لوٹوں کے کوئی اُصول نہیں ہوتے
اِسی لئے تو یہ عوام میں مقبول نہیں ہوتے

......☆......

شاعر کا فین

کل ایک سخنور سے بات ہو گئی
اُن کی جانب سے غزلوں کی بہتات ہو گئی

میں نے کہا اپنی سانسوں کو بحال کیجیے
پھر میرے چند سوالوں کا جواب دیجیے

میں نے پوچھا کسی کے پلے پڑے ہو
یا اِس عُمر میں بھی چَھڑے ہو

کیا کسی سے پیار کیا ہے
اپنی چاہت کا اظہار کیا ہے

کچھ دیر سوچ کر بولے جی ہاں
میرا ایک فین ہے اُس کی بڑی پیاری بہن ہے

بڑے رومانی انداز میں اظہار کیا ہے
ٹی وی پہ سرعام شادی کا پیغام دیا ہے

جلد ہی بات کو مزید آگے بڑھاؤں گا
پھر کیا ہوا دوسری قسط میں بتاؤں گا

......☆......

چاند مسکرا رہا تھا

کل رات تیری ثناء میں چاند کو اِک نظم سُنا رہا تھا
اُس کا ہر شعر سُن کر چاند بھی مُسکرا رہا تھا

مجھے زندگی بھر نہ بُھولیں گے وہ حسین لمحے
جب چاند مجھے داد پہ داد دیئے جا رہا تھا

تیری تعریف کرتے کرتے میری ساری رات بیتی
صبح سویرے سورج مجھے آنکھیں دِکھا رہا تھا

میں نے پُوچھا سورج بھیا کیوں مجھ سے خفا ہو
بولا تیرا کوئی شعر بھی میری سمجھ میں نہ آ رہا تھا

میں نے کہا وہ اس لئے کہ تُو چاند سے جلے جا رہا تھا
تبھی تو تیری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا

......☆......

گوبھی کا پُھول

اے مرغی کے بچے سردی میں نہ گا
ابھی تیرے بال و پر ہیں کم نکلے

مگر میں تجھے ایسی غزل سناؤں گا
جسے سُن کر تیرے قبیلے کا دم نکلے

ہمارے دوستوں کو تو محبت مِل گئی
اِس معاملے میں ہمارے پُھوٹے کرم نکلے

ویلن ٹائن ڈے پر گئے گوبھی کا پُھول دینے
دستک دینے پہ اُس کی بھابی کے خصم نکلے

وہ پستول لینے جیسے ہی گھر کے اندر گئے
بھاگتے ہوئے اُن کے کُوچے سے ہم نکلے

......☆......

تیری فُرقت میں رو رو کر

میرے دِل میں اُس کا جادہ ہو گیا ہے
مجھے لُوٹنے کا اُس کا ارادہ ہوگیا ہے

مجھے دال میں کچھ کالا نظر آتا ہے
جو سِتم کم اور کرم زیادہ ہو گیا ہے

اِس دل میں کوئی بائی پاس نہیں رہا
میرے دل کا راستہ سیدھا سادہ ہو گیا

کتنا جلد تُو نے مجھے امیر سے فقیر کیا
میری دوستی سے تجھے کتنا فائدہ ہو گیا ہے

دن رات تیری فُرقت میں رو رو کر
دیکھ کوئی غریب سُوکھ کر آدھا ہو گیا ہے

......☆......

دُکھی لوگوں سے پیار

جب کوئی نہ یار تھا اپنا
آئینے کی طرح کردار تھا اپنا

ہم تنہا غم سہتے رہے
کوئی نہ غم خوار تھا اپنا

چھ دن آفس میں گزر جاتے
صرف ایک اتوار تھا اپنا

جو دیکھتا بیمار ہو جاتا
اتنا سخت بخار تھا اپنا

دُکھی لوگوں سے پیار کرنا
یہی کاروبار تھا اپنا

......☆......

میرے شعر

میرے شعر تو دل بہلانے کے لئے ہیں
یہ نہ محبوب کو منانے کے لئے ہیں

یہ تو نہیں کے جوڑوں کا درد مٹا دیں
یہ تو سر درد بڑھانے کے لئے ہیں

محفل میں سناؤ گے تو ٹماٹر کھاؤ گے
یہ تو ریڈیو پہ سنانے کے لئے ہیں

کبھی ان کے مفہوم پہ غور نہ کرنا
یہ تو محفلوں کو گرمانے کے لئے ہیں

کسی دوشیزہ کو سناؤ گے تو پچھتاؤ گے
یہ تو دیوانوں کو ستانے کے لئے ہیں

ٹی وی پہ سناؤ گے تو محفل لُوٹ کے آؤ گے
یہ اصغر کی شاعری کا سکہ جمانے کے لئے ہیں

......☆......

انتظار

میں نے کہا میرے پاس چلے آؤ آخری بار کہتے ہیں
اُس نے کہا آپ تو کہتے تھے ہم آپ کے دل میں رہتے ہیں

میں نے کہا کیا ہوتا ہے جب کوئی کسی سے پیار کرتا ہے
اُس نے کہا پھر وہ ہر پل محبوب کے فون کا انتظار کرتا ہے

میں نے کہا اُس کا کیا حشر ہوتا ہے جو سب کے ناز اُٹھاتا ہے
اُس نے کہا ایسے بدھو کو ہر کوئی انتظار کراتا ہے

میں نے کہا تھک گیا ہوں تیرے فون کا انتظار کرتے کرتے
اُس نے کہا تیرے جیسے عاشق اسی طرح جیتے ہیں مرتے مرتے

میں نے کہا آج ذرا انتظار کی لذت سے آشنا کرتے جایئے گا
اُس نے کہا آج کے بعد میرے گھر کا فون نمبر ملایئے گا

......☆......

وہ جُھوٹا بیان دیتا ہے

وہ اِس بات پہ کب دھیان دیتا ہے
جب بھی دیتا ہے جھوٹی زبان دیتا ہے

ہر بار وعدہ کر کے مُکر جاتا ہے
مگر ملنے کے لئے سب کو زبان دیتا ہے

محبت میں کئی بار مات کھانے کے بعد
اپنے ودیارتھیوں کو عشق کا گیان دیتا ہے

اور کسی بات سے اُسے مطلب ہی نہیں
مگر دولت کی خاطر جان دیتا ہے

اپنی شاعری سے بانٹتا تھا چاند تارے سب کو
اب کسی کو زمیں کسی کو آسمان دیتا ہے

وہ کتنے ہی بھیس بدل کر آئے محفل میں
ہر کوئی اِس کی شاعری سے اُسے پہچان لیتا ہے

......☆......

سنجیدہ ہو گئے ہیں

جب سے ہم آپ کے گرویدہ ہو گئے ہیں
آپ تو خوش ہیں ہم نم دیدہ ہو گئے ہیں

جب سے بدلے ہو برطانوی موسم کی طرح
اُس دن سے ہم عمر رسیدہ ہو گئے ہیں

آغازِ محبت میں تو آپ کے دیوانے تھے ہم
آپ کا اصلی رُوپ دیکھ کر جہاں دیدہ ہو گئے ہیں

آج ہمیں ترکِ تعلق کی مِلی ہے دھمکی
اُسے سُن کر ہم کافی رنجیدہ ہو گئے ہیں

پہلے تو وہ دل لگی کرتے تھے اصغر
لگتا ہے اب ذرا سنجیدہ ہو گئے ہیں

......☆......

مکالماتی نظم

اُس نے کہا تم سے تو میرے حسن کی تعریف ہو نہیں سکتی
میں نے کہا آپ کی شخصیت میرے اشعار میں سمو نہیں سکتی

اُس نے کہا بارشیں مجھے تیری یاد دِلاتی ہیں
میں نے کہا آپ مجھے ہر پَل یاد آتی ہیں

وہ پُوچھتی ہے میں کیوں ہر وقت مُسکراتا رہتا ہوں
میں کہتا ہوں اِس طرح تیری جُدائی کا غم چھپاتا رہتا ہوں

اُس نے کہا تُو میری زندگی میری جان ہے
میں نے کہا یہی تو سچی محبت کی پہچان ہے

اُس نے کہا ہم تمھیں پیار بے شمار کرتے ہیں
میں بولا اسی لئے آپ ستم بھی قسط وار کرتے ہیں

......☆......

ایک بار کریلے کھائے تھے

بندے کو بڑا مزہ آتا ہے دال کھانے میں
گوشت کون کھائے مہنگائی کے زمانے میں

ایک بار کریلے کھائے تھے کسی کے گھر سے
کئی سال لگے ہیں کڑواہٹ بُھلانے میں

ہمارے دوست تو پلک جھپکتے ہی امیر ہو گئے
ہم ناکام رہے کسی امیر کا دِل چُرانے میں

سوچتا ہوں کسی ہم عمر سے اظہار کر ہی دوں
کسی کا کیا جائے گا ذرا قسمت آزمانے میں

زندگی بھر ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہے
اب ہم مصروف ہیں دولت کمانے میں

جس دوست کا بچپن میں مال کھایا تھا
اک عمر لگی ہے قسطیں چُکانے میں

……☆……

پیار کا اقرار

میرے پیار کی وہ حامی نہیں بھرتا
صاف لفظوں میں انکار بھی نہیں کرتا

میرے ساتھ جُھوٹے عہد و پیماں کر کے
مجھے محبت کے رَتھ پہ سوار نہیں کرتا

میرے پیار نے اُسے پتھر دل بنا دیا ہے
کسی غم میں آنکھوں کو اشک بار نہیں کرتا

اُس کی نظر میں یہ محبت کی قینچی ہے
اب وہ کسی بات میں اُدھار نہیں کرتا

اُس کی زیست تو مسرتوں بھری ہے
مگر میری زندگی کو پُر بہار نہیں کرتا

......☆......

شہر میں چینی نہ آٹا ہے

ہمارے شہر میں چینی نہ آٹا ہے
لوڈ شیڈنگ ہے سناٹا ہے

قُدرت کا یہی دستور رہا ہے
جس نے جو بویا وہی کاٹا ہے

بھینس کے دودھ کے لالچ میں
ہم نے کبھی کٹے کو نہ چاٹا ہے

ہمارے لئے یہ کوئی نئ بات نہیں
جسے اپنا جانا اُسی نے ڈانٹا ہے

نفرتوں کا بیج بونے والے اور ہوں گے
ہم نے تو سدا پیار ہی بانٹا ہے

......☆......

ورک پرمٹ

ورک پرمٹ پہ ہم لوگ بُلوائے جاتے ہیں
کم تنخواہ پہ ہمیں لوگ ٹرخائے جاتے ہیں

ہمارے مصائب کا کسی کو احساس نہیں
وہ لوگ ہمیں سبز باغ دکھائے جاتے ہیں

سُنا تھا مرنے کے بعد اعمال کا صِلہ مِلتا ہے
مگر ہم جیتے جی گناہوں کی سزا پائے جاتے ہیں

ظلم سہ رہے ہیں اور بغاوت بھی نہیں کر سکتے
وطن بھجوانے کی دھمکی دے کر ڈرائے جاتے ہیں

فون پہ جب بھی بات ہوتی ہے ہم وطنوں سے
ورک پرمٹ پہ نہ آنا سب ہی کو سمجھائے جاتے ہیں

......☆......

پیار کی بات نہ کر

اے دوست پیار کی بات نہ کر
خراب میرے دن رات نہ کر

کبھی فون پہ بات کر لیا کر
مجھ سے بے شک ملاقات نہ کر

وہ اُن کا عادی نہ ہو جائے
تحفوں کی یُوں بہتات نہ کر

کسی کی دل آزاری کر کے
مجروح اُس کے جذبات نہ کر

اصغر جیسے غریب سے پیار کر کے
اِس طرح بُرے اپنے حالات نہ کر

......☆......

کوئی تنقید

جب تک مجھ پہ کوئی تنقید نہیں ہوتی
پھر میرے سخن میں جدت مزید نہیں ہوتی

دُشمنوں کا تو کوئی وار نہیں چلتا مجھ پہ
وہی دل دُکھاتا ہے جس سے اُمید نہیں ہوتی

میرے خوابوں میں چلے آتے ہیں وہ
اندھیرے میں اُن کی دید نہیں ہوتی

ویسے تو یہاں کوئی نہیں مِلتا کسی سے
جب تک کوئی حاجت شدید نہیں ہوتی

اپنی اپنی ضِد پہ اڑے ہیں ہم دونوں
اب ہم میں کوئی گُفت و شنید نہیں ہوتی

جب تک نہ دیکھ لیں وہ چاند سا چہرہ
تب تک اصغر کے گھر میں عید نہیں ہوتی

......☆......

پُھول بستر پہ

میری غزلیں جو سُنتے ہیں خواب میں
پُھول بستر پہ چھوڑ جاتے ہیں جواب میں

ہمیں جب بھی کسی سے محبت ہوتی ہے
کئی لوگ ہڈی بن جاتے ہیں کباب میں

زندہ دل انسان کبھی بوڑھے نہیں ہوتے
تمام عمر وہ رہتے ہیں شباب میں

جو رونقِ محفل ہُوا کرتے تھے کبھی
آج چہرہ چھپائے بیٹھے ہیں نقاب میں

جس کی خاطر گھر بار چھوڑا ہم نے
اُسی سے دھوکے ملے ہیں جواب میں

یہی خُوش فہمیاں میری زندگی کی ساتھی ہیں
حقیقت میں کوئی نہیں آتا اصغر کے خواب میں

......☆......

آپ کی جان لینے کو تیار ہیں

یہ دُنیا اِک سٹیج ہے ہم سب کردار ہیں
زیادہ دھوکے باز اور کم ایمان دار ہیں

جس کی جانب دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں
وہی پُوچھتا ہے کیا آپ مال دار ہیں

بس میں ہوتا تو کبھی فون نہ کرتے
مگر کیا کریں ہم آپ کی آواز کے بیمار ہیں

نہ کوئی ای میل نہ فون نہ ایس ایم ایس
آپ نہ جانے کیسے بے مروت یار ہیں

اصغر کی دوستی پہ شک ہو تو آزما لینا
ہم آپ کی جان لینے کو بھی تیار ہیں

......☆......

ہم نے دُھومیں مچائیاں بہت ہیں

میرے ساتھ دوستوں کی دی ہوئی رُسوائیاں بہت ہیں
میرے دفاع کے لئے چاچیاں تایاں بہت ہیں

سردیوں میں اوڑھنے کو ایک چادر نہیں مِلتی
یُوں کہنے کو تو گھر میں رضائیاں بہت ہیں

کیسے کوئی اچھا سا تحفہ اُن کی نذر کریں
ہماری تنخواہ کم اور مہنگائیاں بہت ہیں

اوروں کو تو دیتے ہیں درسِ پارسائی
مگر اپنے نامۂ اعمال میں بُرائیاں بہت ہیں

دُشمن تو اصغر کے خلاف سازشیں کرتے رہے
مگر ہم نے ریڈیو پر دُھومیں مچائیاں بہت ہیں

......☆......

آپ کے شہر میں

کاش ہم بھی کسی کو پیارے ہوتے
پھر محبت کی دُنیا کے ستارے ہوتے

آپ کے شہر میں بُھول کر بھی نہ آتے
اگر آپ کی دید کے نہ مارے ہوتے

اپنی بھی کوئی لاٹری اگر لگ جاتی
پھر کتنے مفاد پرست دوست ہمارے ہوتے

خدا آپ کو حسن کی دولت نہ دیتا اگر
پھر شاید ہم نہ غلام تمہارے ہوتے

اگر آپ ستم نہ ڈھاتے بے چارے اصغر پر
تو دُنیا کی نظروں میں ہم نہ بے چارے ہوتے

......☆......

چاہت کا نذرانہ

چاہت میں اُسے کتنا پیار نذرانہ مِلا ہے
کسی کی محبت کے بدلے جیل خانہ مِلا ہے

چلو اِسی بہانے اُس کی ڈائیٹ تو ہو گئی
قید میں کئی دن سے نہ کھانا مِلا ہے

قفس میں رہ کر بھی وہ کتنا خُوش ہے
کہ زندگی میں پہلی بار آشیانہ مِلا ہے

جیل کا فرش ہی بچھونا ہے اُس کا
یہاں کوئی کمبل نہ سرہانہ مِلا ہے

دُشمنوں کی دُعاؤں کا ہوا ہے یہ اثر
جو اُسے اتنا حسیں ٹھکانہ مِلا ہے

......☆......

میرا کردار

میری شاعری ذرا کونٹرورشل (Controversial) ہے صاحب
مگر میرا پیار تو یُونیورسل (Universal) ہے صاحب

ہم تو اناڑی تھے اناڑی ہی رہے
لیکن یہ دُنیا تو بڑی پروفیشنل (Professional) ہے صاحب

جس کہانی میں ہیر رانجھا کے کردار ہوں
پھر اُس میں کیدو بھی ایسینشل (Essential) ہے صاحب

جانِ من میری باتوں کا بُرا نہ مانیے گا
میری ہر بات انٹرنیشنل (International) ہے صاحب

مفاد کی خاطر کسی کی خوشامد نہیں کرتا
کون کہتا ہے کہ اصغر بندہ کمرشل (Commercial) ہے صاحب

......☆......

مچھروں سے انتقام

مچھروں سے آج اس نے انتقام لے لیا
جذبات میں آ کر زہر کا جام لے لیا

یہ مچھر اور نہ کوئی کام کرتے ہیں
لوگوں کا جینا بے آرام کرتے ہیں

یہ اب جو اُسے کاٹ کھائیں گے
کیا خود زہر سے مر نہ جائیں گے

اپنی موت پہ وہ خُود مُسکرا رہا ہے
اور ہر مچھر بے تحاشا آنسو بہا رہا ہے

مچھر افسردہ ہیں کہ کس کا خُون چاٹیں گے
اب وہ کس غریب کا چمڑا کاٹیں گے

......☆......

جو پیار کرو گے

جو پیار کرو گے رُسوائی تو ہو گی
پولیس سے کبھی کبھار پٹائی تو ہو گی

یہ جو ایک آنکھ بند ہے تمہاری
کسی رانگ نمبر پہ ملائی تو ہو گی

صبح سے منہ لٹکائے جو بیٹھے ہو
اِس کا سبب کوئی ہر جائی تو ہو گی

اُن کے چہرے پہ پہلے جیسی چمک نہیں
پارلر سے جلدی میک اَپ کرائی تو ہو گی

کون کہتا ہے کہ اصغر وفا نہیں کرتا
یہ افواہ کسی دوست نے پھیلائی تو ہو گی

......☆......

میں تیرے گلشن کا گلاب ہوتا

کاش میں تیرے گلشن کا کوئی گلاب ہوتا
تیرے جوڑے میں سجنے کو بے تاب ہوتا

تُو جب بھی لگاتی اپنے بالوں میں مجھے
پھر دُنیا بھر میں نہ تیرا کوئی جواب ہوتا

دِن بھر ستاتیں تیرے سر کی جُوئیں مجھے
اِس بات سے مجھے سخت عذاب ہوتا

جب شہد کی مکھیاں آتیں میرا رس چُوسنے
اُن سے خوف کے مارے تجھے بڑا عتاب ہوتا

تیری سہیلیاں جو سُونگھتیں میری خوشبو
پھر زندگی بھر نہ کسی کا موڈ خراب ہوتا

......☆......

ہمارے بھی کئی لوٹے ہوتے

کسی کو غم ہے کہ اُسے شہرت نہیں مِلی
کوئی رو رہا ہے کہ اُسے دولت نہیں مِلی

کسی کا کہنا ہے میں بھی کروڑ پتی ہوتا
مگر شادی کے لئے کوئی امیر عورت نہیں مِلی

ہر بیوی کو شوہر سے فقط اتنی شکایت ہے
مجھے اُس گھر میں کوئی بھی سہولت نہیں مِلی

آج وہ جوان بھی بلدیہ کا چیئرمین بن گیا
زندگی بھر جسے سکول جانے کی مہلت نہیں مِلی

آج میں بھی دو بیویوں کا شوہر ہوتا
مگر مجھے دوسری شادی کی اجازت نہیں مِلی

آج ہمارے بھی کئی چمچے اور لوٹے ہوتے
مگر ہمیں کسی پارٹی کی صدارت نہیں مِلی

......☆......

تیری یاد میں

تیری یاد میں چین سے سو نہیں سکتا
گھر والوں کے ڈر سے رو نہیں سکتا

بڑی منتوں کے بعد پایا ہے تمہیں
رقیبوں کے خوف سے تجھے کھو نہیں سکتا

اگر جانا ہے تو آج ہی چلے جاؤ
میں ہر روز آنسوؤں کے ہار پرو نہیں سکتا

جیتے جی میں تمہیں کیسے بُھول جاؤں
میری زندگی میں تو ایسا ہو نہیں سکتا

رُلانا ہے تو آج ہی رُلا لو اصغر کو
میں ہر روز قسطوں میں رو نہیں سکتا

......☆......

جُھوٹے سیاست دان

جھوٹے سیاست دانوں کی یہاں قدر نہیں ہے
اسی لئے برطانیہ کا کوئی صدر نہیں ہے

جس کی چاہت میں سارے جگ کے طعنے سنے
اس کو میری محبت کی خبر نہیں ہے

عشق میں ہم جان گنوایا نہیں کرتے
آپ سے محبت سہی اتنی زیادہ مگر نہیں ہے

کیوں اُس کی یاد سے دل کو جلاتے ہو
اُس سے ملنا تمہارا مقدر نہیں ہے

رات گئے تک کیوں جاگ رہے ہو میاں
آج کوئی شادی بیاہ یا شب قدر نہیں ہے

......☆......

دوست کی مہربانی

اے دوست تو اتنی مہربانی کر دے
اپنی دولت مجھ پہ قربانی کر دے

تُو نے تو اس سے کوئی کام نہ لیا
مگر میری زندگی میں آسانی کر دے

تیرے بعد بھی یہ بندہ تجھے یاد کرے
اِس بات کو تُو اپنی نشانی کر دے

اپنی کُل پُونجی میرے نام کر کے
میری زندگی کی ہر گھڑی میں آسانی کر دے

دُنیا ہماری دوستی کو سدا یاد رکھے
تُو سب پہ عیاں قربانی کے معنی کر دے

......☆......

سوئے نصیب

کئی لوگ پیار کے پیچے پاتے رہتے ہیں
اور ہم سوئے نصیب جگاتے رہتے ہیں

شاید اپنا شمار بھی اہلِ قلم میں ہو
محفلوں میں اپنا کلام سناتے رہتے ہیں

اب ان سے مراسم نہیں رہے تو کیا
ہر روز اُنہیں خط بجھواتے رہتے ہیں

ہمارے لئے بڑے اعزاز کی بات ہے
دشمن ہمیں موضوع گفتگو بناتے رہتے ہیں

اِن دنوں وہ ہم سے خفا رہنے لگے ہیں
اِسی لئے ہم پہ بے بنیاد الزام لگاتے رہتے ہیں

اپنے مقدر کو روشن کرنے کی خاطر اصغر
لوگ خُود کو بجلی کے جھٹکے لگواتے رہتے ہیں

......☆......

ستارے

جو گردش میں نہ اپنے ستارے ہوتے
پھر کئی حسینوں کی آنکھوں کے تارے ہوتے

ایک بار اپنی بھی لاٹری گر لگ جاتی
جانے کتنے مفاد پرست دوست ہمارے ہوتے

ہم اُس کی محفل میں نہ جاتے کبھی
کوئل جیسی آواز کہ جو نہ مارے ہوتے

اُسے میری چاہت کی کیسے خبر ہوتی
اگر میری جانب سے نہ کچھ اشارے ہوتے

سوچ سمجھ کر جو کرتے کاروبارِ اُلفت
پھر ہمیں اتنے زیادہ نہ خسارے ہوتے

وہ اتنے ستم نہ ڈھاتے جو اصغر مظلوم پر
دُنیا کی نظروں میں ہم نہ بے چارے ہوتے

......☆......

تیری محفل

تیری محفل میں سب ہمہ تن گوش بیٹھے ہیں
اور ہم اک کونے میں رُوپوش بیٹھے ہیں

ایسے نظریں جھکائے بیٹھے ہیں تیرے پہلو میں
جیسے کسی شاہ کے سامنے حلقہ بگوش بیٹھے ہیں

ہمارے دل میں تو اِک ہلچل سی مچی ہے
یہ ہماری ہمت ہے کہ ہم خاموش بیٹھے ہیں

ڈر کے مارے کئی محفلوں میں جاتے ہی نہیں
ہمارے انتظار میں کئی سیاہ گوش بیٹھے ہیں

پچھلے دنوں جس نے میرے جوتے چرائے تھے
اِس کی خاطر لئے ہاتھ میں پاپوش بیٹھے ہیں

کہا بھی تھا کہ جاڑے میں بزمِ سخن نہ سجا
دیکھ پچھلی قطار والے بنے خرگوش بیٹھے ہیں

چندے کا مطالبہ کوئی کرے بھی تو کیا
لگتا ہے تیری بزم میں سبھی سفید پوش بیٹھے ہیں

یہاں اصغر جیسے لوگوں کو کون سُنے گا
جہاں بڑے بڑے فردوس گوش بیٹھے ہیں

......☆......

نئ بیگم

مردوں پہ بڑھاپے میں جب جوانی آتی ہے
اُن کے تصور میں نئ دلہنیا رانی آتی ہے

پھر ڈھونڈھتے ہیں کوئی نیا جیون ساتھی
اِس طرح اک دلچسپ موڑ پہ کہانی آتی ہے

نکل پڑتے ہیں کسی حسیں چہرے کی تلاش میں
دیکھیں کہ زندگی میں کیسے شادمانی آتی ہے

جیسے ہی آتی ہے جواں دلہن گھر میں
پھر زیست میں بڑی بے سروسامانی آتی ہے

جب نئ بیگم کی فرمائشیں پوری نہیں کر سکتے
پھر اُنہیں یاد اپنی بیوی پرانی آتی ہے

......☆......

کہیں جانے سے پہلے

میں دُشمنوں سے یاری کر لیتا ہوں
کہیں جانے سے پہلے تیاری کر لیتا ہوں

جہاں کہیں نظر آئے کوئی حسیں چہرہ
ایسی پیاری صورت پہ شاعری کر لیتا ہوں

اگر جلی کٹی سنسنی ہوں کسی شوخ حسیں سے
شرارت سے اُس کی دل آزاری کر لیتا ہوں

جب کوئی دوست نہیں آتا مجھے ملنے
میں اُس کے گھر جا کر مغز ماری کر لیتا ہوں

میری جس غزل کے اشعار میں وزن نہ ہو
میں اپنی شاعری سے بھاری کر لیتا ہوں

......☆......

تھوڑا مزاح تھوڑی حقیقت

میرے چہرے پہ اِس لئے اداسی چھائی رہتی ہے
کیوں کہ میرے دل میں اِک ہرجائی رہتی ہے

کل جھانک کے جو دیکھا اپنے بیمار دل میں
تو جانا کے وہاں تو نتھو کی تائی رہتی ہے

اِس دن سے میں چین سے نہیں سویا
جس دن سے روٹھی گوری ہمسائی رہتی ہے

ہم کیا مان کریں اپنے جسم پر دوستو
اُس کے اندر تو امانت پرائی رہتی ہے

نیک لوگوں کی صحبت میں جو رہے اصغر
اُس کے اندر نہ کوئی برائی رہتی ہے

......☆......

اپنی اپنی باری ہے

میری جتنی بھی شاعری ہے صاحب
میری نظر میں پیاری ہے صاحب

جس کی تلاش میں دُنیا چھان ماری ہے صاحب
اُس کو نہ خبر ہماری ہے صاحب

پیار نے ہماری مت ماری ہے صاحب
خوش نہ ہوں اپنی اپنی باری ہے صاحب

اپنی طبیعت میں خودداری ہے صاحب
اسی لئے دنیا دشمن ہماری ہے صاحب

آپ کو کرسی کی کیوں خماری ہے صاحب
یہ تو کچھ دنوں کے لئے اُدھاری ہے صاحب

......☆......

کپڑے کی مہنگائی

ہماری چاہت جب حد سے بڑھی تو رُسوائی ہو گئی
پھر محلے کے لوگوں کے ہاتھوں پٹائی ہو گئی

جس محترمہ کے ڈر سے نقل مکانی کی میں نے
چند دنوں بعد وہی صاحبہ پھر میری ہمسائی ہو گئی

میرے اسرار پہ اس نے ملنے کا وعدہ کر لیا
آخر حسن کی عدالت میں میری بھی سنوائی ہو گئی

کئی لوگ غیر شرعی ذرائع سے کماتے ہیں دولت
چندہ دے کر سمجھتے ہیں حلال یہ کمائی ہو گئی

آج کے مغربی کلچر کے نقش قدم پہ چل کر
ہماری اِس نئی نسل کی تو تباہی ہو گئی

بازار میں کئی بیبیاں نظر آئیں جو کم لباس میں
تو خیال آیا اصغر کہ کپڑے کی کتنی مہنگائی ہو گئی

......☆......

کبھی خواب کبھی خیال آتے ہیں

کبھی خواب تو کبھی خیال آتے ہیں
ان میں کئی زہرہ جمال آتے ہیں

ہر کوئی مجھ سے کیوں کتراتا ہے
میرے ذہن میں ایسے سوال آتے ہیں

ٹی وی پہ اشتہارات کی بھر مار ہوتی ہے
مگر گنجے کے سر پہ کب بال آتے ہیں

اُس سے ملنے جب بھی جاتے ہیں
پھر ہو کے ہم کنگال آتے ہیں

میرے دل پہ چُھریاں چلتی ہیں
جب وہ مورنی کی چلتے چال آتے ہیں

......☆......

قول وفعل

جس کے قول و فعل میں تضاد ہوتا ہے
ایسا بندہ جھوٹے لوگوں کا اُستاد ہوتا ہے

ایسے لوگ جس کسی سے دوستی کر لیں
اُس کا گھر پھر کبھی نہ آباد ہوتا ہے

نہ جانے کیا کشش ہے ہماری باتوں میں
جہاں چلے جائیں وہیں فساد ہوتا ہے

وہ ملنے کا وعدہ کرکے بھول جاتے ہیں
اُنہیں کیا وقت تو ہمارا برباد ہوتا ہے

جو اسیر ہو کسی کی محبت کا اصغر
ایسا قیدی بڑی مشکل سے آزاد ہوتا ہے

......☆......

بہنوں کا بھائی

اپنی شہرت پر اتراتا رہتا ہے
اپنی ہی باتوں پر کھلکھلاتا رہتا ہے

جو اُس کی ثناء میں کچھ نہ کہے
اُس پر پابندیاں لگاتا رہتا ہے

بزمِ سخن تو سجاتا ہے سامعین کی خاطر
مگر انتخاب اپنا سُناتا رہتا ہے

اُس کی پرواز تو اتنی بلند نہیں ہے
اپنے بے پر تخیل کو اُڑاتا رہتا ہے

بظاہر تو دوستی کے دعوے کرتا ہے
مگر پیٹھ پیچھے چُھریاں چلاتا رہتا ہے

منافقت میں نہیں کوئی اُس کا ثانی
شیطان بھی اُس سے کتراتا رہتا ہے

……☆……

مکالماتی نظم

اُس نے کہا تم سے تو میرے حسن کی تعریف ہو نہیں سکتی
میں نے کہا آپ کی شخصیت میرے اشعار میں سمو نہیں سکتی

اُس نے کہا بارشیں مجھے تیری یاد دلاتی ہیں
میں نے کہا آپ مجھے ہر پَل یاد آتی ہیں

وہ پوچھتی ہے میں کیوں ہر وقت مسکراتا رہتا ہوں
میں کہتا ہوں اس طرح تیری جدائی کا غم چھپاتا رہتا ہوں

اُس نے کہا تو میری زندگی میری جان ہے
میں نے کہا یہی تو سچی محبت کی پہچان ہے

اُس نے کہا ہم تمہیں پیار بے شمار کرتے ہیں
میں بولا اسی لئے آپ ستم بھی قسط وار کرتے ہیں

……☆……

صنفِ نازک کی ثنا

کہا میرا دل رکھنے کو دوست کہتے ہیں تم اچھے شاعر ہو
جواب آیا کیا حسینوں کی ثناہ کرنے میں بھی ماہر ہو

کہا کسی کی تعریف کرتے وقت ہم مبالغہ آرائی نہیں کرتے
جواب آیا اِسی لئے حسیں لوگ تم پر نہیں مرتے

کہا اپنی ناگن جیسی زُلفوں کا اسیر بنا لیجیے
جواب آیا ہر روز اسی طرح ہماری ثناء کیجیے

کہا آپ کے ہونٹ مئے کے پیالے ہیں
جواب آیا اُنہوں نے کئی لوگ تباہ کر ڈالے ہیں

کہا تمہارے گالوں کی لالی میری زندگانی ہے
جواب آیا یہ تیرے لئے خطرے کی نشانی ہے

کہا کب تک مجھے چاہتے رہو گے
جواب آیا جب تک میرے لئے غزلیں سناتے رہو گے

کہا آپکی آنکھیں بڑی پیاری ہیں
جواب آیا یہ اصغر کے دید کی ماری ہیں

......☆......

میزبانوں کی تعریف

اُس نے کہا ان دنوں ریڈیو ٹی وی پہ تیری آواز نہیں آتی
میں نے کہا رمضان میں فون لائن ملائی نہیں جاتی

اُس نے کہا تم ڈائریکٹ سٹوڈیو کیوں نہیں چلے جاتے
میں نے کہا اصغر جیسے لوگ کئی میزبانوں کو نہیں بھاتے

اُس نے کہا یہ پری کون ہے جو تیری زندگی میں آئی ہے
میں نے کہا بڑی مشکل سے پیار کے جال میں پھنسائی ہے

اُس نے کہا جھوٹی تعریفیں کرنے کا سلیقہ کس سے پایا ہے
میں نے کہا یہ ہنر ریڈیو ٹی وی کے میزبانوں نے سکھایا ہے

اُس نے کہا کیا سلمیٰ اب بھی تیرے دل کی ندا ہے
میں نے کہا یورپ سے اب وہ آتی مانند باد صبا ہے

......☆......

مرچی بھری مُرغی

کوئی نیا دوست ہے نہ دشمن پُرانا میرا
یاد ہے اپنے بھائیوں سے مجھے پٹوانا تیرا

گلی کے آوارہ کتے میرے پیچھے لگا کر کہا تھا
جا اب ایک ہفتہ گزر جائے گا سہانا تیرا

تمہارے بھائیوں کی مانگیں بڑھتی جا رہی ہیں
اب مجھے نہیں منظور اتنا مہنگا یارانہ تیرا

میں بھلا کیسے بُھلا دوں وہ حسیں شام
مجھے ڈانٹ کر مرچی بھری مرغی کھلانا تیرا

نہ تو آئی نا تیرے بھائی تیرا رشتہ لے کر آئے
اب کیا حاصل میرے بستر مرگ پہ آنسو بہانا تیرا

......☆......

موسمِ بہار آ رہا ہے

ایسا لگتا ہے کہ موسمِ بہار آ رہا ہے
اسی لئے میری شاعری میں نکھار آ رہا ہے

دل کے بازار میں بھیڑ لگی رہتی ہے
یوں محسوس ہوتا ہے کوئی تہوار آ رہا ہے

ہم نے انہیں دل کی بات کہہ دی ہے
اب دل بے قرار کو قرار آ رہا ہے

میری غزل کا مطلع سنتے ہی اُس نے کہا
خدا کے لئے بس کرو مجھے بخار آ رہا ہے

اس کی سہیلی میری معصوم صورت دیکھ کر بولی
اصغر مجھے تجھ پہ بے حد پیار آ رہا ہے

......☆......

غزل

جس دن سے ہماری گرفتاری ہوئی ہے
سُوکھ کر بُری حالت ہماری ہوئی ہے

ہم چیختے رہے کہ ہم بے گناہ ہیں
عدالت میں نہ سنوائی ہماری ہوئی ہے

آزادی تم سب کو مبارک ہو دوستو
ہماری تو اسیری سے یاری ہوئی ہے

اُس کی مرغی تو چرائی تھی شیخ
مگر بد نامی تو ہماری ہوئی ہے

ہر روز جیل کا باسی کھانا کھا کر
کیا بتائیں کیسی حالت ہماری ہوئی ہے

......☆......

غزل

کبھی حسینوں کبھی جمیلوں نے مارا
کبھی شوخ مہ جبینوں نے مارا

عدالت میں انصاف مانگنے گئے
تو کرائے کے وکیلوں نے مارا

سزا سے تو ہم بچ نا سکے
اُس کے بعد اپیلوں نے مارا

ہمارے کیس کی سماعت ہوئی
تو لمبی لمبی دلیلوں نے مارا

جو جعلی پیروں سے بچ گئے
اُنہیں اُن کے مریدوں نے مارا

زیست میں جو سکوں بچا تھا
اُسے کچھ بخیلوں نے مارا

......☆......

میری غزل

اُس نے ریڈیو پر سُنائی میری غزل
نثری نظم بنائی میری غزل

پہلے ہی وہ بحر میں نہ تھی
وزن میں بھی گھٹائی میری غزل

لوگوں کی نظروں میں شاید گر جاتی
اچھے قافیے ردیف نے اُٹھائی میری غزل

سبھی کے ہاتھ میں ٹماٹر تھے
مقطع تک پہنچ نہ پائی میری غزل

میرا چہرہ پھول کی صورت کِھل اُٹھا
جب ایک شوخ نے گنگنائی میری غزل

……☆……

غزل ہوتی ہے

محبوب راستے میں جُدا ہوتو غزل ہوتی ہے
دل جب کسی پہ فدا ہوتو غزل ہوتی ہے

اگر معشوق رُوٹھا ہو تو غزل ہوتی ہے
عاشق تھوڑا جُھوٹا ہو تو غزل ہوتی ہے

محبوبہ کوئی پری ہو تو غزل ہوتی ہے
پڑوسن سر پِھری ہو تو غزل ہوتی ہے

پہلی بار کوئی فدا ہو تو غزل ہوتی ہے
انسان کسی در کا گدا ہوتو غزل ہوتی ہے

گھر والی ہو خفا تو غزل ہوتی ہے
باہر والی ہو با وفا تو غزل ہوتی ہے

......☆......

مرغیاں چُرانی چھوڑ دی ہیں

وہ شاعر کم مگر مداری بہت ہے
سستی شہرت کا پجاری بہت ہے

اسے ادبی چور کہتے ہیں سبھی
اشعار چرانے کی بیماری بہت ہے

کافی اشعار چرائے ہیں اس نے
اُس کی شاعری اُدھاری بہت ہے

ہم ایسے لوگوں سے کم ملتے ہیں
جن کی فطرت میں عیاری بہت ہے

لوگوں کی مرغیاں چُرانی چھوڑ دی ہیں
میرے لئے سبزی کی ترکاری بہت ہے

......☆......

زندہ دل لوگ

ہم انسان ہیں کوئی پتھر نہیں ہیں
دُنیا کی خبر ہے بے خبر نہیں ہیں

یہ جو سُرخ دکھائی دیتی ہیں
میری آنکھیں ہیں ٹماٹر نہیں ہیں

ہم تو زندہ دل لوگ ہیں جاناں
کسی کے لیے دردِ سر نہیں ہیں

وہ بھی ہمیں طفل مکتب کہتے ہیں
جو کسی کالج کے پروفیسر نہیں ہیں

دُنیا میں جتنے شیاطین کی بھر مار ہے
اتنے تو شاید جہنم کے اندر نہیں ہیں

......☆......

اُس نے کہا

اُس نے کہا سنا ہے تمہاری دوستی ٹوٹ گئی
میں نے کہا جی ہاں اپنی تو قسمت ہی رُوٹھ گئی

اُس نے کہا لگتا ہے اب دوستوں سے خالی ہو
میں نے کہا اب تم ہی میرے گلشن کے مالی ہو

اُس نے کہا سُنا ہے رات بھر تیری آنکھیں روتی رہتی ہیں
میں نے کہا یہ دن کو بھی پرانے مکان کی طرح چوتی رہتی ہے

اُس نے کہا اب کیا کوئی نیا دوست بنانے کا ارادہ ہے
میں نے کہا آپ سے دوستی کروں گا میرا وعدہ ہے

اُس نے کہا کہیں تمہارے لیے دوستی اک کھیل نا ہو
میں نے کہا اس کا کیسے پتہ چلے جب تک ہمارا میل نا ہو

اُس نے کہا سنا ہے مرد بڑے بے وفا ہوتے ہیں
میں نے کہا جان ہم وہی کاٹتے ہیں جو بوتے ہیں

......☆......

غزل

دال میں جو کالا ہے جی
وہ تو گرم مسالا ہے جی

ہمیں ذرا پیار سے چھپی پانا
دل پہ جُدائی کا چھالہ ہے جی

کسی کو کل کی خبر نہیں ہے
مگر منصوبہ سو سالہ ہے جی

اُسے رشوت لینے کا پورا حق ہے
وہ کسی منسٹر کا سالا ہے جی

ہماری آستین کے سانپوں کو کچھ نہ کہنا
اُنہیں بڑے پیار سے پالا ہے جی

سچ کی آخر جیت ہوتی ہے
جھوٹ کا منہ کالا ہے جی

محبت کا جادو سر چڑھنے والا تھا
بڑے پیار سے ٹالا ہے جی

ہم اُن کا کیا چُراتے تھے
جو ہمیں دل سے نکالا ہے جی

......☆......

میری پڑوسن

میری پڑوسن ابھی جوان ہے بھیا
میرے لئے خطرے کا نشان ہے بھیا

خدا کسی کو جنگلی پڑوسن نا دے
اُس کے ہاتھوں ہم پریشان ہے بھیا

ایک دن اس بلا سے چھٹکارہ ملے گا
اِس بات پہ اپنا پختہ ایمان ہے بھیا

اُسے سب پھپھے کٹنی کہتے ہیں
اُس سے سارا محلّہ پریشان ہے بھیا

وہ بدلتی رہتی ہے موسموں کی طرح
منافق اُس کا سارا خاندان ہے بھیا

......☆......

نام نہاد پیر

ایک دن پیر صاحب نے اپنے
چمچوں اور لوٹوں کو بلایا
بڑے جلال میں آ کر یہ فرمایا
اصغر توحید کا پرچار کرتا ہے
خراب ہمارا کاروبار کرتا ہے
ہمہارے قہر سے نا ڈرتا ہے
یہ خود کو کیا سمجھتا ہے
ہم سے دشمنی کرنے کا
اسے مزہ چکھادو
اس کی زندگی جہنم بنادو
میری اس تقریر کی نقل
اصغر کو بجھوادو
پیر صاحب کی باتیں

سُن کر میں نے سلام بھیجا

کچھ ایسا پیغام بھیجا

آپ عیاشی کرتے ہیں

مرید بھوکے مرتے ہیں

میں حق کا پرچار کروں گا

اپنے اللہ کے سوا کسی سے نا ڈروں گا

......☆......

جس بہو کے پاس ساس ہے

جس بہو کے پاس ساس ہے
اُسے خوشی کب راس ہے

جو کسی کا گھر داماد ہے
سب کچھ اُس کے پاس ہے

جو منگیتر بن کے آیا ہے
اُس کے مقدر میں یاس ہے

لوگوں کو خوشیاں بانٹتا ہوں
مگر میرا دل ذرا اداس ہے

اپنا تو اِس لئے ستیا ناس ہے
کیوں کہ ہر کوئی ہمارا باس ہے

......☆......

دل کا قرار

وہ میرے دل کا قرار ہو گئے ہیں
میرے سب سے پیارے یار ہو گئے ہیں

اِن دنوں اُن کی طبیعت ناساز رہتی ہے
لگتا ہے کسی نظرِ بد کا شکار ہو گئے ہیں

اُن کی محبت کا ہمیں یہ صلہ ملا ہے
اب ہم بھی عاشقوں میں شمار ہو گئے ہیں

دن رات ملتی ہیں مجھے قتل کی دھمکیاں
لگتا ہے وہ ذہنی بیمار ہو گئے ہیں

میری شاعری کی اُس کی نظر میں قدر نہیں رہی
سُنا ہے اونچے اُن کے معیار ہو گئے ہیں

......☆......

میرا عشق

میرے ساتھ یہ کیا ستم میرے بھائی ہو گیا
میرا چوتھا عشق بھی جگ ہنسائی ہو گیا

دل ہی دل میں جو بہت چاہتا تھا مجھے
وہ لوگوں کی باتوں میں آ کے ہر جائی ہو گیا

میں پہلے چھپ چھپ کے دیکھتا جسے
پھر یوں ہوا کہ میں اس کا شیدائی ہو گیا

دو دنوں میں ہی کنگال کر کے مجھے
اس طرح میرے لئے وہ باعث تباہی ہو گیا

میرے کسی سے بھی مراسم نہ رہے جب
پھر یوں ہوا کہ میں شکار تنہائی ہو گیا

ہیر رانجھا کی محبت کے بڑے چرچے ہوئے
ہمارا تو ہر عشق اصغر نذر رسوائی ہو گیا

......☆......

جو سچے عاشق ہیں

ہم خود کو سمجھتے چالاک بہت ہیں
ہمارے دوست کرتے کھڑاک بہت ہیں

جن سے انجانے میں محبت کا اظہار کر بیٹھا
سنا ہے وہ صاحبہ خطرناک بہت ہیں

لگتا ہے محبت کا کھیل ہی ایسا ہے
اس میں لوگوں نے کٹوائے ناک بہت ہیں

سات سمندر پار ملنے گئے تھے انہیں
وہ بڑے ناز سے بولے آپ تیراک بہت ہیں

میاں مجنوں کی طرح جو سچے عاشق ہیں
زندگی بھر وہ چھانتے خاک بہت ہیں

......☆......

حسیں صورت پہ مرنے لگے ہیں

ہم کسی کی حسیں صورت پہ مرنے لگے ہیں
اپنا تازہ کلام اس کی نذر کرنے لگے ہیں

اتنے سال اپنے کمرے میں آہیں بھرنے کے بعد
اب کسی کی محبت کا دم بھرنے لگے ہیں

انہوں نے خواب میں آنے کا وعدہ کیا ہے
اب یوں میری نیندیں برباد کرنے لگے ہیں

میری زندگی میں ان کے دم سے رونق تھی
اب ہم زندگی کی تنہائیوں سے ڈرنے لگے ہیں

اصغر کو اب وہ شربت دیدار نہیں دیتے
ہم ان کی ایک جھلک کو ترسنے لگے ہیں

......☆......

محبت اندھی ہوتی ہے

آنکھوں میں خواب ہیں کسی کے پیار کے
اُٹھائے ہیں بڑے ناز اک بے وفا یار کے

سنتے آئے ہیں کہ محبت اندھی ہوتی ہے
اِسی لئے دیتے ہیں دیدار میری عینک اُتار کے

اب وہ کھانے لگے ہیں پان بہت زیادہ
کہہ دیا تھا آپ کے دانت لگتے ہیں دانے انار کے

محبت میں ہم بھی توحید کے قائل ہیں
مگر لوگ کہتے ہیں ہم محبوب ہیں چار کے

مجھے زہر بھی وہ دیتے ہیں آب حیات میں ڈال کر
اصغر صدقے جائے ایسے ہمدرد یار کے

......☆......

میرے خوابوں میں

میرے سپنوں میں آتی ہیں رانیاں بہت
اِسی لئے مجھے رہتی ہیں پریشانیاں بہت

تمام عمر محبت بانٹنے کے سوا کچھ اور نہ کیا
کافی لوگوں سے منسلک میری ہیں کہانیاں بہت

جو اپنی پارسائی کے ہر محفل میں کریں چرچے
حقیقت چھپانے کی خاطر کرتے ہیں غلط بیانیاں بہت

جس خوش نصیب کو کسی کا سچا پیار مل جائے
پھر اِس کے دن روشن راتیں ہیں سہانیاں بہت

آپ نے تو میری سچی محبت کی قدر نہ کی
آپ کا پیار پانے کی خاطر منتیں ہیں مانیاں بہت

......☆......

ہتھیلی پہ دل رکھ کے

گھر والوں سے کر کے جھوٹے بہانے نکلے
رُوٹھے یار کو آج ہم منانے نکلے

میرے دل کے کھنڈرات کی جب کھدائی ہوئی
وہاں سے کئی لوگوں کے ٹھکانے نکلے

میرے اشعار کو جب اُس نے غور سے پڑھا
وہ سارے کے سارے فلمی گانے نکلے

اُسے جو دیکھتا ہے وہی دل ہار جاتا ہے
اپنی ہتھیلی پہ دِل رکھ کر ہم دیوانے نکلے

جھوٹا پیار تو مِل جاتا ہے دولت کے سہارے
ایسی چاہت سے نا کبھی دِل کے ویرانے نکلے

......☆......

وہ مجھ سے کرتا ملاقات نہیں ہے

میرے دل پہ کوئی محافظ تعینات نہیں ہے
پھر بھی وہ مجھ سے کرتا ملاقات نہیں ہے

میں ہر روز اُسے فون کرتا رہتا ہوں
مگر وہ ظالم کرتا مجھ سے بات نہیں ہے

اصغر قاتلوں کے محلے میں گھر خرید لیتا ہے
ایسی باتوں کے بارے کرتا اطاعت نہیں ہے

پڑوسن نے اس کی زندگی جہنم بنا رکھی ہے
خوف کے مارے کسی ہمسائی سے کرتا بات نہیں ہے

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں کسی کی محبت ملی
اصغر کے مقدر میں کسی کی چاہت نہیں ہے

......☆......

ایک بار دیکھنے والے دوبارہ دیکھنا

میں نے کہا ایک بار دیکھنے والے دوبارہ دیکھنا
جواب آیا ہمیں نہیں یہ پرانا سا چہرہ تمہارا دیکھنا

میں نے کہا تیری جدائی میں ہم کتنے غم سہتے ہیں
جواب آیا آپ تو سال کے بارہ مہینے اداس رہتے ہیں

میں نے کہا آپ جیسا محسن ملا یہ اثر میری دُعا کا ہے
جواب آیا بھول گئے کہ تمہارے سر کتنا قرض صبا کا ہے

میں نے کہا دیکھنا ایک دن میری محبت رنگ لائے گی
جواب آیا فکر نا کرو یہ محبت بھی تمہیں راس نہ آئے گی

میں نے کہا میرے نصیب میں کیا آپ کا وصال ہے
جواب آیا کیا ہوائی سفر کے ٹکٹ کے لیے جیب میں مال ہے

......☆......

جعلی پیروں کے لوٹے

ہم کھرے اور وہ کھوٹے ہیں
جو جعلی پیروں کے لوٹے ہیں

یہ جو اُن کے چمچے ہیں
سمجھیے اُنہی کے بچے ہیں

وہ میرے پیچھے پڑے رہتے ہیں
ہم حق بات پہ اَڑے رہتے ہیں

......☆......

آنسو بہانا یاد آتا ہے

مجھے جب اُس کا یارانہ یاد آتا ہے
پھر اُس کے گھر کا باسی کھانا یاد آتا ہے

بڑے پیار سے اپنے محلے میں بلا کر
میرے تعاقب میں شہر کے کتے لگانا یاد آتا ہے

دوسرے دن میری عیادت کے بہانے آ کر
وہ مگرمچھ کے آنسو بہانا یاد آتا ہے

......☆......

چمچے اور لوٹے

جن کے پاس گڈیاں ہیں نوٹوں کی
اُن کے پاس فوج ہے لوٹوں کی

اپنے پاس چمچے نہ لوٹے ہیں
کام بڑے اور نام کے چھوٹے ہیں

......☆......

سخن ور

تیرے سخن میں وزن نہ بحر ہے ساقی
بتا اِس میں اور کیا ہے باقی

اِس میں کوئی روانی نہ تسلسل ہے
سننے والے کانوں کے لیے جبرِ مسلسل ہے

تیری طرح کے سخنور بیشمار ہو گئے ہیں
اب اندھوں میں کانے سردار ہو گئے ہیں

......☆......

مفت کی مرغی دال

غموں کے دور میں بھی ہم رہتے صابر ہیں
ہمارے لئے مفت کی مرغی دال برابر ہیں

خوف کے مارے اپنی محبت کا اظہار نہیں کرتا
سنا ہے اُس کے بھائی بڑے جابر ہیں

......☆......

آپ کی دُعاؤں کا محتاج

ان دنوں مجھے آپ کا سہارا ہے بابا
سوشل سیکورٹی پہ اپنا گزارہ ہے بابا

یہ بندہ آپ کی دُعاؤں کا محتاج ہے
اب گردش میں میرا ستارہ ہے بابا

......☆......

کیا حال ہے تمہارا

گلی گلی جس کی تلاش میں پھرتا تھا مارا مارا
ایک دن اپنے بام سے اس نے پیار سے پکارا

گھر کا سارا کوڑا کرکٹ میرے سر پہ ڈال کر
بڑے پیار سے بولی اصغر کیا حال ہے تمہارا

......☆......

محبت کا پیغام

یہ سچ ہے کہ میں بندہ بڑا نیک نام ہوں
ابھی تک کسی کا دل جیتنے میں ناکام ہوں

نہ جانے کیوں کوئی مجھ پہ بھروسہ نہیں کرتا
میں تو ایک چلتا پھرتا محبت کا پیغام ہوں

......☆......

مرغی چور

برے دنوں میں کچھ یوں اپنا کام چلاتا تھا
میں لوگوں کی مرغیاں چرا کر لے آتا تھا

کچھ دن انہیں پیٹ بھر کر کھلاتا تھا
پھر بڑے مزے سے میں نہیں کھاتا تھا

......☆......

غزل کی تاریخ

میری شاعری میں ردیف نا قافیہ ہے
اور نا ہی کسی چیز کا اضافیہ ہے

غزل کی تاریخ تو بڑی پرانی ہے
مگر میرے سخن کا نیا جغرافیہ ہے

کسی تنگ نظر کی نظر نہ لگ جائے
کیوں کہ میرا انداز بیاں ذرا مزاقیہ ہے

......☆......

مرد کی حالت

مرد کی ایسی حالت پیار میں ہوتی ہے
جیسے بیمار کی طبیعت بخار میں ہوتی ہے

انسان زندگی بھر جھوٹ بولتا رہتا ہے
مگر وہ بات کہاں جو پہلے اظہار میں ہوتی ہے

لڑکی والے لڑکے کا بینک بیلنس دیکھتے ہیں
اب بات کہاں کردار کی ہوتی ہے

......☆......

کڑے دن

شیر کے لئے وہ دن بڑے کڑے ہوتے ہیں
جب کتے اس کے پیچھے پڑے ہوتے ہیں

موسم سرما کے آتے ہی دل دھڑکنے لگتا ہے
گیس اور بجلی کے بل بڑے بڑے ہوتے ہیں

ہر محفل میں اپنی شہرت کا یہ عالم ہے
جہاں جائیں لوگ پھول لئے کھڑے ہوتے ہیں

......☆......

اُمنگ نہیں کرتا

کوئی رُومانی غزل لکھوں یہ اُمنگ نہیں کرتا
چھوٹی بحر میں لکھ کر قافیے کو تنگ نہیں کرتا

میں اپنی غزلوں کو سجاتا ہوں ایسے کرینے سے
کوئی گنجا بھی بالوں کو ایسے رنگ نہیں کرتا

جب بیٹھ جاتا ہوں اس کے گھر کے سامنے
پھر وہ کہتی ہے ایسا تو کوئی ملنگ نہیں کرتا

......☆......

شرم کے مارے

میں تمہیں بھول جاؤں ایسا ہو نہیں سکتا
اب مزید آنسوؤں کے ہار پرو نہیں سکتا

میں نے تجھے پانے کی ٹھان لی ہے
اب کسی حالت میں تمہیں کھو نہیں سکتا

آنکھ لگتی ہے تو خوابوں میں کوئی نہیں آتا
اب شرم کے مارے میں سو نہیں سکتا

......☆......

آنسو بہانا یاد آتا ہے

مجھے جب اس کا یارانہ یاد آتا ہے
پھر اِس کے گھر کا باسی کھانا یاد آتا ہے

بڑے پیار سے اپنے محلے میں بلا کر
میرے تعاقب میں شہر کے کتے لگانا یاد آتا ہے

دوسرے دن میری عیادت کے بہانے آ کر
وہ مگرمچھ کے آنسو بہانا یاد آتا ہے

......☆......

دوست کی خاطر

دوست کی خاطر ہم سولی پہ چڑھ جاتے ہیں
اڑنے پہ آئیں تو ذرا سی بات پہ اڑ جاتے ہیں

میری چٹ پٹی باتیں سن کر نا جانے کیوں
کچھ لوگ گیلی لکڑی کی طرح جل جاتے ہیں

شیخ جی بڑے ضدی ہوئے جاتے ہیں
عید کے چاند کے بارے گڑ بڑ کر جاتے ہیں

......☆......

پیارے لوگوں کی باتوں پہ غور

پیارے لوگوں کی باتوں پہ غور کرتا ہوں
بے کار لوگوں کی باتوں کو اِگنور(Ignore) کرتا ہوں

کئی بار میرے دل کی چوری ہو چکی ہے
میں اس بارے میں کب شور کرتا ہوں

اصغر نے سخن کی محفلیں تو بہت لوٹی ہیں
اب کسی امیر آسامی کو لُوٹنے پہ غور کرتا ہوں

......☆......

محبت کا درد

میرے جگر میں محبت کا درد ہے
اسی لئے تو میرا رنگ زرد ہے

مجھے تنہا چھوڑ کے نا جاؤ جاناں
ہیٹنگ خراب اور موسم بھی سرد ہے

دنیا بھر میں میرا کوئی چاہنے والا نہیں
اور نا اہل و عیال میں میرا کوئی ہمدرد ہے

......☆......

آپ جیسے دوست

محفلوں میں ہماری پذیرائیاں ہوتی رہتی ہیں
ہر جگہ ہمارے خلاف کارروائیاں ہوتی رہتی ہیں

آپ جیسے دوستوں کے بڑے ممنون ہیں ہم
جو پیٹھ پیچھے ہماری برائیاں ہوتی رہتی ہیں

محبت کرتے ہو تو کیوں دنیا سے ڈرتے ہو
ایسے کاموں میں جگ ہنسائیاں ہوتی رہتی ہیں

......☆......

میرا دل

وہ میرا دل بے تاب لے گیا
سب کچھ خانہ خراب لے گیا

سحر ہو جاتی ہے کروٹیں بدلتے
اپنے ساتھ سارے خواب لے گیا

......☆......

سخن کے عنوان

جیسے جیسے انسان بدلتے رہتے ہیں
میرے سخن کے عنوان بدلتے رہتے ہیں

دنیا کی دولت کے لالچ میں آ کر
کئی لوگوں کے بیان بدلتے رہتے ہیں

......☆......

اُس کی باتوں کو یاد کرے

وہ مجھے کچی نیند سے جگا دیتا ہے
صبح سویرے اک ایس ایم ایس بھجوا دیتا ہے

قتل کرتا ہے اپنی قاتل اداؤں سے مجھے
پھر پیار سے مجھے جینے کی دُعا دیتا ہے

اصغر کے ذہن میں جب اس کا خیال آتا ہے
اُس کی باتوں کو یاد کر کے مسکرا دیتا ہے

......☆......

ہم جان سے جانے لگے ہیں

وہ میرے دل میں پھیرے پانے لگے ہیں
یوں لگتا ہے ہم جان سے جانے لگے ہیں

میرے صبر کو وہ آزمانے لگے ہیں
اپنے ستم کی رفتار بڑھانے لگے ہیں

اپنی جدائی کا زہر ہمیں پلا کر
اب دن رات ہمیں رُلانے لگے ہیں

......☆......

زندگی میں جو سکون بچا تھا

اے دوست ہمیں تو وکیلوں نے مارا
ان کی جھوٹی دلیلوں نے مارا

جو کسر رہ گئی تھی باقی
اسے روز مرہ کی اپیلوں نے مارا

زندگی میں جو سکون بچا تھا
اسے کچھ بخیلوں نے مارا

......☆......

وہ آگ بگولا ہو جاتا ہے

بات بات پر وہ آگ بگولا ہو جاتا ہے
میرا نام سنتے ہی کوئلہ ہو جاتا ہے

اُس کا کسی کو کچھ بھی پتہ نہیں چلتا
وہ پل میں ماشہ پل میں تولہ ہو جاتا ہے

میں اُسے دیکھ کر سوچتا رہتا ہوں
کہ وہ کیسے چنگاری سے شعلہ ہو جاتا ہے

......☆......

اب کس سے پیار بھری باتیں کروں

فون کرتا ہوں تو اُٹھاتا نہیں کوئی
میرا نمبر بھی ملاتا نہیں کوئی

اب تو قسمت بھی رُوٹھ چکی ہے
بھول کر مِس کال بجھواتا نہیں کوئی

اب کس سے پیار بھری باتیں کروں
میرے خوابوں میں بھی آتا نہیں کوئی

......☆......

کسی پہ الزام لگانے سے قبل

ہر بزم میں جو سناتے ہیں غزلیں اپنا دیوان کھول کر
وہ بیوی کے سامنے بول نہیں سکتے زبان کھول کر

کسی بے گناہ انسان پہ بے بنیاد الزام لگانے سے قبل
انسان کو دیکھ لینا چاہیئے اپنا بھی گریبان کھول کر

......☆......